بلا اجازت مصنف کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمادیں۔

دشمن حق کوئی گر دیکھے نہ ہوں اے ناظرین
آریوں کو دیکھ لو تم دُور مت جاؤ کہیں۔
دیکھ کر صدہا نشان جو آج تک سمجھے نہیں
آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمین،
شد ظہورِ وعدہ ہائے انبیاء و مُرسلین

انعامی رسالہ

صاعقہ ذوالجلال

حصہ دوم

اسمیں آریوں کے مسئلہ نیوگ پر مفصل بحث کیگئی ہے۔ نیز اسمیں آریہ سماج کی بدزبانی کے دس سرٹیفکیٹ مصدقہ پیش کرکے آریہ سماج کی موت پر انکی تحریروں سے شہادت لائی گئی ہے۔ آخر میں بانی آریہ سماج پنڈت دیانند کا ایک خط نقل کیا گیا ہے جو اس نے اپنے چیلوں کے نام مرنیکے بعد لکھکر ارسال کیا ہے۔ اور وہ قابل دید ہے۔

مؤلفہ ہذا خاکسار قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان

بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء

مؤلف نے اپنے فاروق پریس قادیان میں باہتمام خود طبع کرا کر فاروق منزل سے شائع کیا

بار سوم

قیمت علاوہ محصول ڈاک

پہلے اس کو پڑھ لو

سنہ ۱۹۰۹ء میں ”نخلِ اسلام“ نام سے ایک زہریلی کتاب دھرمپال نے تالیف کر کے
جبکہ وہ لاہور آریہ سماج کے نفس ناطقہ تھے اسلام کے خلاف شائع کی تھی میں اسوقت
دہلی میں رہتا اور اخبار الحق نکالتا تھا۔ اسیوقت خدا کے فضل سے میں نے اسکا نہایت
مدلل مگر دندان شکن جواب ”صاعقہ ذوالجلال بر نخلِ دھرمپال“ نام سے لکھکر طبع کیا وہ اس
قدر مقبول عام ہوا کہ دو ماہ کے اندر ہی اسکا پہلا اڈیشن نکل گیا پھر دوبارہ طبع کرایا وہ بھی
ہاتھوں ہاتھ گیا۔ پھر تیسرا اڈیشن طبع ہو رہا تھا کہ میں دہلی سے قادیان شریف چلا آیا۔
اور جسقدر وہ چھپ چکا تھا وہ سب اپنے ساتھ لے آیا۔ مگر بوجہ دیگر مشاغل دینیہ اسکی بقیہ
کاپیاں چھپوا نہ سکا اور بیکار رہا اب اسکی ضرورت خاصکر محسوس ہوئی اسلئے کہ یہ آریہ بھائیوں
کے اس پوتر مسئلہ نیوگ کا عکسی فوٹو ہے جسکی بہار بے خزاں سے آریہ بھائی ہمیشہ پژمردہ اور
دل شکستہ رہتے ہیں۔ بنا بریں بقیہ تین چار کاپیاں جو رہتی تھیں لکھوا چھپوا کر شائع کر دیا ہے
اس رسالہ میں گو دھرمپال ہی مخاطب ہیں لیکن وہ چونکہ اب داخل اسلام ہو کر اپنی کتاب
رد نخل اسلام کو عملاً اور قولی طور پر رد کر چکے ہیں۔ لہذا جہاں جہاں اسمیں دھرمپال کو
مخاطب کیا گیا ہے۔ اوس سے آریہ سماج کا دھرمپال مراد لینا چاہیئے۔ نہ مسلمانوں
کا غازی محمود“ مصنف ”کفر توڑ“ ⁛ پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ صاعقہ آریہ سماج
کے زمین پر گرایا گیا ہے نہ کہ غازی محمود کی گردن پر۔ آیندہ کوئی شخص غازی محمود صاحب
کو اس سے الزام دینے کا مجاز نہیں۔ اور نہ ہی انکو خاکسار مصنف ہذا پر کسی شکایت
کا حق ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ ⁛

خاکسار

قاسم علی مؤلف صاعقہ از قادیان ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسرا جزو

صاعقۂ ذو الجلال بر نخل دھرمپال

دیانندی لٹریچر کا آئینہ یا آریہ دھرم

اے ویشِ ہند سن یہ چھوٹی سی داستاں ہے
سر پر ہے کال تیرے گردش میں آسماں ہے
کل جگ کے گُن تجھ کو میں سناؤں کیا کیا!
ہے بات اک بڑی سی چھوٹا مرا دہاں ہے
شرم و حیا سب غیرت اُڑی زمیں سے ÷
عصمت کی کشتی ڈوبی تہذیب نیم جاں ہے
بیرت مرادِ بیوی شوہر مرید زن ہے! + +
غیروں کی ہے کمائی اپنا عزیز جاں ہے

ناظرین

پہلے رسالہ کے جزو اول خدا کے فضل سے ہم نے مختون آریہ [illegible] بلکہ ختنہ زنان
متعلق بحکم زینب کا ایسا بخیہ ادھیڑا ہے کہ اگر ناتوان آریہ میں شرافت کا کوئی ذرہ
ہے تو پھر ایسا گندہ بکنے سے ہمیشہ باز رہیگا اور جس طرح [illegible] نے اس باب میں
محققانہ اور عالمانہ روش کو اختیار کرکے نکاح زینب کے واقعات ظاہر کیے ہیں
وہ **الحی القیوم** خدا کے زندہ کلام اور اس کے برگزیدہ نبی علیہ السلام کے
زندہ نبی ہونیکا پورا ثبوت ہے بعد اس کے اب کسی مزید جواب کی نکاح زینب کے بارے
میں ضرورت نہیں رہی البتہ یہ دوسرا جزو بدرگال دہرمپال کے ایک فقرہ
کے جواب میں لکھنا ضروری خیال کیا گیا ہے جو اس نے اپنی نہایت باطنی [illegible] رسالہ
کے صفحہ ۱۳۲ میں لکھا ہے کہ "محمدی لیٹریچر نہایت فحش اور گندہ ہے اور بہشت کے
متعلق جو نقشہ محمد نے کھینچا ہے وہ ایسا ہے کہ جسکا بیان ہم اپنے شرم اور قانونی
لحاظ کے نہیں کر سکتے تا ایسا نہ ہو کہ شاید فحش نویسی میں ہم نہ پکڑے جائیں" انتہی
خلاصہ صفحہ ۱۳۲ ہم نہایت مختصر طور پر اس باب میں دیانندی لیٹریچر کا اظہار اور ویدوں
کی ناپاک تعلیم کا پرچار کر کے برہمچاری جی سے سوال کرینگے کہ مہاراج آپ کو اس سے
زیادہ فحش بھی کسی مذہب میں مل سکتا ہے جو خود بانی مذہب نے پرمیشر کی طرف
منسوب کرکے بیان کیا ہو؟ اگر کسی مذہب میں آپ نے اس مذہب کی مسلمہ الہامی
کتاب میں پڑھا ہو تو بیان تو کریں ورنہ ڈوب کر مر جاویں کہ بیغیرتی کی وید تعلیم
کو مانتے ہوئے جسکو ایک ذلیل سے ذلیل انسان چوہڑا چمار بھی کہ کہنے تک بھی
کے لیے تیار نہیں بلکہ ایسے علم [illegible] ایسی کتاب کے منہ پر جس نے انسانی غیرت کا
خون کرکے زناکاری کی بنیاد ڈالدی ہو تھوک دیتا ہے خود تراشیدہ باتوں کو

دوسرے مذاہب پر حملہ کرنا کہاں کی شرافت ہے

سنو دھیان سے اب ذرا دھرمپال — بیاں کرتا ہوں تجھ ترے گھر کا حال
ہوا جب دیانند کو یہ خیال — کریں آریوں پر کچھ احسان کمال
کیا وید سے نیوگ کو آشکار — کہ ہر نوجواں جسکا ہووے شکار
نکالی یہ رسم زبوں آپ نے — کیا جگ میں اندھیر اس پاپ نے
فلک پر عجب ایک ہل چل مچی — بھری ظلم اور پاپ سے پرتھوی
بتائی وہ ویدوں سے رسم **نیوگ** — سنے جو وہ آریہ مت کا جوگ
زن و مرد ہوں اس کے شیدا تمام — **دیانندجی** نے کیا خوب کام
نہ بے نفس پھر گل کھلیں کیوں یہاں — کہ سینچیں چمن ایک دس باغباں
ہوا جب فدا اس پہ عبد الغفور — تو پھر ترک اسلام تھا بالضرور
جسے **نیوگ** کا شوق ہووے کمال — بنے آریہ مت کا وہ **دھرمپال**
یہی نیوگ تھا قاتل **لیکھرام** — اسی نے کیا کار **سوامی** تمام
نہ ہو نیوگ سے آریوں کو جو لاج — تو فہرست دیں نیوگ زادوں کی آج

اما بعد اس جزو میں مختصر طور پر یہ دکھایا جائیگا۔ کہ **دیانند** نے اپنی کتابوں میں اس بات پر بہت ہی زور دیا ہے کہ **دیانندی** آریہ ضرور رسم **نیوگ** کو اپنی بہو بیٹیوں اور بیویوں میں **ویدک** شرائط کے موافق جاری کریں ناظرین آپ حیران ہونگے کہ نیوگ کیا چیز ہے جسکو دیانند جاری کرنا چاہتا ہے اور شاید خیال کریں کہ یہ کوئی ویدک مت کی عبادت یا اوپاسنا ہوگی جس سے انسان نجات پا سکے؟ مگر نہیں آپ ذرا صبر کریں آگے چل کر یہ پوتر اوپاسنا ظاہر ہو جاتی ہے جس کو سنکر ایک غیرتمند انسان شرم کے مارے پانی پانی ہو جاتا ہے یہ کوئی عبادت یا روحانیات کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ

۵۰۸

حیا سوز اور دنیا بھر کی بدکاریوں سے بڑھکر بدکاری کی تعلیم کا سبق ہے اب میں آپ کو زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا جلدی سے آپ کے سامنے ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۰۸ء پیش کرکے مندرجہ ذیل دیانندی منتر پھونکتا ہوں ذرا ہوشیار ہو کر نہ دل سے اسپر توجہ فرمایئے دیانند ایک سوال کرکے اس کا جواب دیتا ہے جس کا نقل کرنا لطف سے خالی نہیں :-

سوال جب قطع نسل ہو جائے تب بھی اسکا خاندان معدوم ہو جائیگا۔ اور عورت و مرد زناکاری وغیرہ میں لگ کر اسقاط حمل وغیرہ بہت بدفعلیاں کریں گے اس لیئے بیوہ در نکاح ثانی ہونا اچھا ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۴

یہ سوال عقد ثانی کے متعلق بطور دلیل نقل کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی بیوی مرجائے یا بیوی کا شوہر فوت ہو جائے اور اولاد ان کے موجود نہ ہو تو بوجہ لاولد ہونے کے قطع نسل ہو کر ان کا خاندان مٹ جائیگا اس لیئے بیوہ عورت یا رنڈوا مرد دوسرا نکاح کرکے اولاد حاصل کرسکتے ہیں نیز دوسرا بیاہ عورت کو حرامکاری و اسقاط حمل وغیرہ بدفعلیوں سے اور مرد کو زناکاری سے بچائیگا اس دلیل معقول کا جو بطور سوال پیش کی گئی ہے دیانند مندرجہ ذیل نامعقول جواب دیتا ہے :-

جواب نہیں نہیں۔ کیونکہ اگر عورت مرد برہم چریہ میں قائم رہنا چاہیں تو کوئی بھی خرابی بپا نہ ہوگی اور اگر خاندان کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے واسطے کسی اپنی ذات والے کا لڑکا گود لے لیں گے۔ اس سے خاندان چلیگا اور زناکاری بھی نہ ہوگی اور اگر برہم چریہ نہ رکھ سکیں۔ تو نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلیں صفحہ ۱۴۴

509

اس جواب کا مطلب صاف ہے کہ بے اولادی کی حالت میں دوسرا نکاح کرنا ہرگز درست نہیں اور نہ حاجت ہے دو تدبیریں ایسی ہیں جن سے نکاح کی ضرورت باقی نہیں رہتی ایک تو یہ کہ بیوہ عورت یا رنڈوہ مرد رہبانیت اختیار کر کے تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کریں اور خاندان چلانے کے واسطے کوئی لڑکا اپنی ذات کا متبنیٰ کر لیں اور اگر تارک الدنیا بن کر نہ رہ سکیں اور جوش شہوت فرو نہ ہو تو تب بھی نکاح ثانی تو ہرگز نہ کریں ہاں نیوگ سے شہوت فرو کر لیں اور اولاد بھی حاصل کر لیں۔ اس طرح بیک کرشمہ دو کار ہو جاویں گے دیانند کے جواب سے یہ امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ نیوگ شہوت رانی کی غرض سے کیا جاتا ہے نہ کہ فقط اولاد حاصل کرنے کو اگر شہوت رانی منظور نہ تھی تو کیوں متبنیٰ بنانے پر کفایت نہ کی گئی

اس جگہ مناسب ہے کہ متبنیٰ بنانے کی بیہودہ رسم کی بھی قدرے تردید کی جائے جس کی بیخ کنی کے واسطے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب کیساتھ نکاح کرنے کا حکم امر الٰہی سے ہوا تھا واضح ہو کہ جو لوگ متبنیٰ کرتے ہیں اُن کا یہ دعویٰ سراسر لغو اور باطل ہے کہ وہ حقیقت میں بیٹا ہو جاتا ہے اور بیٹوں کے تمام احکام اس کے متعلق ہوتے ہیں قانون قدرت بڑے زور شور سے اس بیہودہ رسم کو رد کرتا ہے اس لئے جس کا نطفہ ہوتا ہے اسی کے اعضاء میں سے بچے کے اعضاء حصہ لیتے ہیں اسی کے قویٰ کے مشابہ اس کے قویٰ ہوتے ہیں۔ اگر وہ انگریزوں کی طرح سفید رنگ رکھتا ہے تو بچہ بھی اس سفیدی سے حصہ لیتا ہے اور اگر وہ حبشی ہے تو بچہ کو بھی اس سیاہی کا بخرہ ملتا ہے اگر وہ آتشک زدہ ہے تو بچہ بھی اسی بلا میں پھنس جاتا ہے غرض جس کا حقیقت میں نطفہ ہوتا ہے اسی کے آثار بچہ میں ظاہر ہوتے ہیں پس اس صورت میں یک نطفہ کو اس کے غیر کا بیٹا قرار دینا و نقلات صحیح کے مخالف ہے اس پر اگر دیانند کے دستخط چاہو تو وہ بھی موجود ہیں۔

ستیارتھ پرکاش مستند ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۵۲ کی دفعہ ۴۳

پڑھو جس میں لکھا ہے کہ بیٹا باپ کی آتما ہوتا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے

"اے فرزند تو عضو عضو سے پیدا ہوئے ویریہ (منی)

اور دل سے پیدا ہوتا ہے اس لئے تو میرا آتما ہے مجھ سے

پہلے فوت نہ ہو بلکہ سو برس تک زندہ رہ۔ صفحہ ۱۵۲"

کیوں جی لالہ دہرم پال

زبان سے اپنی کسیکو اگر کہو بیٹا
تو کیا حقیقی پسر اس سے ہے وہ بنجاتا

نہ عضو عضو نہ دل سے تمہارے پیدا ہے
وہ کس طرح سے بھلا آتما تمہارا ہو

کہ والدین ہمیشہ نسب سے بنتے ہیں
جو اپنے تخم سے اولاد اپنی جنتے ہیں

یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ صرف منہ کے دعوے سے واقعات حقیقہ بدل نہیں سکتے مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں نے زہر ہلاہل کے ایک ٹکڑے کو طباشیر کا ٹکڑا سمجھ لیا تو کیا اس کہنے سے زہر طباشیر بن جائیگا اور اگر اس زبانی گزاف کی بنا پر اسے کھالے تو کیا مر نہ جائیگا؟ اسی طرح جبکہ پرمیشر نے زید کو بکر کے نطفہ سے پیدا کرکے بکر کا بیٹا بنا دیا تو پھر کسی انسان کی فضول گوئی سے وہ خالد کا بیٹا نہیں بن سکتا۔ فرض کرو کہ اگر بکر اور خالد ایک مکان میں اکٹھے بیٹھے ہیں۔ اور اس وقت حاکم کا حکم پہنچے کہ زید جس شخص کا حقیقی بیٹا ہے اس کو پھانسی دیا جاوے تو اس وقت خالد فی الفور یہ بول اٹھے گا کہ زید بکر کا حقیقی بیٹا ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ظاہر ہے کہ کسی شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے پس اگر متبنّیٰ بنانے والا حقیقت میں باپ ہو گیا ہے تو یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ اصلی باپ کس دلیل سے وہ دعویٰ کیا گیا۔

غرض اس سے زیادہ کوئی بات بھی بیہودہ نہیں کہ خدا کی بنائی ہوئی حقیقتوں
کو بدل ڈالا جاوے وہ باتیں آریوں میں قدیم سے چلی آتی ہیں بیٹیا بنانا۔ اور خدا بنانا
بیٹا بنانے کے لیے تو بڑا عمدہ طریق نیوگ ہے اور خدا اس طرح بناتے ہیں کہ سنگ مرمر
کے پتھر پر معمولی منتر وید کا پڑھا اور اپنے ہی وہم سے یہ یقین کر لیا کہ اب اس میں پرمیشر
داخل ہو گیا ہے گو دیانندیوں نے پرمیشر بننے کے طریق سے تو انکار کر دیا ہے مگر بیٹا بنانے
کا نسخہ اب تک اُن کی نظر میں قابل پسند ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ اول آریہ لوگ
بیگانہ بچہ گود لیکر بیٹا بناتے تھے پھر یہ بات جب کچھ گھٹی اور بناوٹی سے نظر آئی تو اس کے
قائم مقام نیوگ نکالا کہ تا اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اس کا بیج ڈلوا لیں اس
طرح بیج کے اجزا جورو کے اجزا سے ملکر کچھ نہ کچھ تو مناسبت پیدا ہو جائے مگر اس قابل
شرم زناکاری کے بعد بھی مرد کو اس تخم سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ وہ غیر کا نطفہ ہے
لہذا عقل کسیطرح قبول نہیں کر سکتی کہ متبنیٰ درحقیقت اپنا ہی لڑکا ہو جاتا ہے ایک اور
بات قابل غور ہے کہ اگر مثلاً دہرمپال کبھی کسی مسن آریہ کو ادب کی راہ سے پتا (باپ) کہتا رہے
یا کسی ہم عمر آریہ کو بھائی کہدے یا کسی خورد سال آریہ کو بیٹا کہنے لگے تو کیا اس سے یہ
لازم آئیگا کہ دہرمپال کا صرف یہ کہنا کہ ایک سند متصور ہو کر مسن آریہ کی لڑکی
اس پر حرام ہو جائیگی یا ہم عمر ہمشیرہ سے شادی نہیں ہو سکیگی یا اس چھوٹے
خورد سال آریہ کے مرجانے پر یا بصورت اولاد نہ ہونیکے بشرط ضرورت اس کی
زندگی میں بھی دہرمپال اسکی بیوی سے نیوگ نہ کر سکیگا؟ یا یہ خیال کیا جائے گا
کہ اس مسن آریہ کی جائیداد کا وارث دہرمپال بن گیا۔ کیونکہ اسکو باپ کہتا رہا ہے
یا خورد سال آریہ دہرمپال کی وراثت کا مالک ہو جائیگا کیونکہ دہرمپال اُسے
بیٹا کہتا رہا۔ اگر ہو سکتا ہے تو پھر سمجھ لو کہ آریوں سے بڑھکر بد قسمت اور
بیوقوف دنیا میں کوئی نہیں۔ کیونکہ محض صرف منہ کے قول سے کوئی کسی کا باپ بن

یا بیٹا ہو جاتا ہے تو اس طرح ایک شریر دیانندی کسی لاولد مالدار آریہ کو اپنے منہ سے باپ کہکر اس کے تمام مال کا وارث بن جائیگا۔ اور جبکہ صرف زبان سے کہنے پر ایک غیر کا بیٹا اپنا بیٹا بن سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ صرف زبان سے کہنے سے باپ نہ بن جائے پس اگر یہی سچ ہے کہ تو مفلسوں ناداروں کے لیے نقب زنی یا ڈاکہ مارنے سے بھی یہ عمدہ تر نسخہ ہو جائیگا اور ایسے لوگ کسی لکھپتی آریہ کو دیکھکر کہ لاولد ہے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تجھکو باپ بنایا۔ اگر اس کے کہنے سے وہ درحقیقت باپ ہو گیا ہے تو آریہ مت کی رو سے لازم آئیگا۔ کہ اس لاولد کے مرنے کے بعد سارا مال اس شخص کو ملجائے اور اگر وہ حقیقت میں باپ نہیں بنجاتا۔ تو اقرار کرنا پڑیگا کہ یہ مسئلہ جھوٹا ہے کہ کوئی حقیقی باپ یا بیٹا صرف زبان کے کہنے سے بن سکتا ہے

اب ہم پھر دیانندی نیوگ کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا دیانند کا جواب ایک ہدایت ہے بیوہ اور رنڈوے مرد کے لیے کہ جب عورت مر گئی یا مرد ہی مر گیا تو گویا عیالداری کی صعوبت سے خدا نے آپ ہی لپیٹ دی اب مجرد رہو اور خوش رہو ایک مدت شادی کر کے بھی دیکھلی اور حظ اٹھالیا اب سبکدوش ہو کر زندگی بسر کرو اگر شہوت زور کرے۔ اور رہا نہ جائے تو نکاح کا نام بھی نہ لینا۔ البتہ مرد کسی عورت سے اور بیوہ کسی رنڈوے مرد سے یارانہ جوڑ لیوے۔ کیونکہ یہ وید کی آگیا ہے اور یہ ایک قسم نیوگ کی ہے جس کا وید مقدس نے حکم دیا ہے اور یہ بہت اچھا طریق ہے کہ بیوی خاوند کے مرنے کے بعد خاوند بیوی کے مرنے کے پیچھے بظاہر تو جوگی یا جوگن ہی بنے رہیں مگر شہوت رانی کا کام ایسا عمدہ چلتا ہے کہ نکاح والوں کو بھی پیچھے ڈالدیں کیونکہ جیسی عورت کہ جو نکاح کی پابند ہو وہ صرف ایک خاوند کی قید میں رہیگی مگر نیوگ میں تو یہ لطف ہے کہ ہر ایک سال اور ماہ اور دن میں ایک نیا آشنا

مل سکتا ہے اور پھر اولاد کی بھی کمی نہیں۔ اور ساتھ اس کے بے قیدی اور آزادی بھی۔ کیوں جی دھرمپال اب بھی کچھ دیانندی لٹریچر کا پتہ لگا کہ نہیں۔ مگر مہاشہ جی ایسے حیادار کہاں ہیں کہ بیوہ اور رنڈوے کی حرامکاری سے کچھ شرما کر ایسی ناپاک تعلیم کو فحش سمجھیں جب تک کہ انہیں جیتے جاگتے مرد کی بیوی سے نیوگ کر کے نہ دکھلایا جائے اس لئے ہم دوسرا نیوگ جو زندہ شوہر والی عورت کے لئے تجویز کیا گیا ہے دیانند سے دکھلاتے ہیں سنئے

کسی نے جا کے دیانند جی سے یہ پوچھا — نیوگ ہوتا ہے بیوہ کا یا سہاگن ... کا
دیا جواب سہاگن بھی ہاں نیوگ کرے — پتی کے واسطے طاقتوروں سے بھوگ کرے
پتی کو چاہئے کہدے کہ میں ہوں ناقابل — مرے علاوہ تو اے نیک بخت اور سے مل
ملے جہاں سے وہ اولاد اس کیلئے — جدا ہو اس سے کہیں اور جام وصل پئے
اٹھائے گود میں اولاد نیک برجستہ — کمر کشادہ وہاں یہاں ہے کمر بستہ
نیوگ والے سے برتے نیوگ کی رسمیں — یہ خادمانہ مہاشہ پتی کے ہو بس میں
لئے وصال تو جا کر پنے نیوگی سے — ہو خادمانہ تعلق یہ اپنے روگی سے
جو کچھ کمائے وہاں پھر وہ دے اسی لا کر — یہ بیوی کیا ہوئی ٹھہری کرائے کی خچر
نر اپنی مادہ کرے غیر کے حوالے آپ — کسی کی کوشش و محنت کو پھر سنبھالے باپ
بغل میں غیر کے دیکھے پھر اسکو اپنی کہے — پھر اس حمیت و غیرت پہ بھی شریف بنے

اس نظم کی تصدیق کے واسطے ستیارتھ پرکاش اردو صفحہ ۱۵۰ پڑھ جائے جسکو ہم نقل کئے دیتے ہیں۔

ملاحظہ

دفعہ ۱۳۸ **سوال** نیوگ۔ مرے پیچھے ہی ہوتا ہے۔ یا
خاوند کے جیتے بھی صفحہ ۱۵۱

جواب جیتے بھی ہوتا ہے۔۔۔۔ جب خاوند اولاد
پیدا کرنیکے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے
نیکبخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ
دوسرے خاوند کی خواہش کر کیونکہ اب تو
مجھ سے اولاد نہیں ہو سکیگی۔ لیکن بیاہی **عالی**
حوصلہ خاوند کی خدمت میں **کمربستہ** رہے۔

۱۵۲

ناظرین! یہ وہ مقام ہے جس سے آریہ سماج کو تمام مذاہب دنیا پر فوقیت حاصل ہے ورد یانند بانی آریہ سماج نے یہ حکم ویدوں سے نکالکر دیانندیوں کو بتایا کہ ایک زندہ خصم والی عورت اولاد نہ ہونے کی حالت میں کسی غیر سے ہمبستر ہو اور اس زندہ دلی کو خیال فرمائیے کہ اس بدکار عورت کو جو دوسرے کی تختہ مشق بننا چاہتی ہے **"نیک بخت"** کہکر پکارا جاتا ہے اور اس اصلی بدنصیب خصم کو جو اس دیوثی کا مرتکب ہوتا ہے کہ خود اپنی جورو کے واسطے طاقتور ہٹے کٹے تلاش کرکے اس سے مشق کرادے **عالی حوصلہ** کا خطاب دیا جاتا ہے۔ کیوں نہو یہ عالی حوصلگی سوائے مہارشہ دیانندیوں کے کن میں ہو سکتی ہے واہ رے تیرا عالی حوصلہ واقعی بڑا عالی حوصلہ ہے کہ اپنی ناموس کو خاک میں ملا کر یہ خطاب تو پالیتا ہے افسوس جس مذہب میں ایسی تعلیم ہو۔ کہ بجائے تہذیب اور پاکیزگی سکھانے کے اپنے پیروؤں کو دیوثی کے انتہائی درجہ پر پہنچاوے اور ان کی پاکیزگی کا ستیاناس کرکے حرامکاری سکھلاوے وہ مذہب بھی کوئی حق رکھتا ہے کہ دیگر مذاہب پر [illegible] کا الزام لگاوے اور خاص کر اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرے اور اس زنا بھری کی حالت پر راضی رہے۔

کیوں جی دہرمپال

حقیقتوں اور صداقتوں پر فحش کا الزام لگانا اور اس ناپاکی اور دیوثی پر راضی ہونا اور بحیائی سے جھوٹے طور پر دوسرے کے نطفہ کو اپنا نطفہ قرار دینا کہ یہ میری اولاد ہے کسقدر بیحیائی اور غیرت اور حمیت کا خون ہے اگر ایسا نہیں تو پھر جواب دو کہ ایک غیرتمند انسان کے لئے اس سے زیادہ کونسی رسوائی ہے کہ اس کی بیاہتا بیوی اور خاندان کی آنی اس کے جیتے جی اس کی عورت کہلا کر اور اسی کے نکاح میں ہو کر اس کے گھر میں رہ کر کسی دوسرے سے ہم بستر ہو ایسے آدمی کا تو ڈوب کر مرنا ہی بہتر ہے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے دیکھتے دیکھتے غیر آدمی اسکی عورت سے منہ کالا کرے اور وہ چپ رہے؟

یہاں تک تو ایک زندہ خاوند والی عورت کو بغرض حصول اولاد دوسرے سے نیوگ کرانیکا بیان ہوا ہے اب آگے اس سے بھی زیادہ دلچسپ دیانندی لٹریچر آتا ہے جس میں ایک مرد سے نہیں بلکہ دس گیارہ مردوں سے حسب ضرورت نیوگ کرانے کی وید آگیا ہے پڑھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۰ اکا سوال نمبر ۱۳۶ جو حسب ذیل ہے۔

"۱۳۶ **سوال** - ایک عورت یا مرد کتنے نیوگ کر سکتے ہیں اس منتر سے گیارہویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ایسے ہی مرد بھی گیارہویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے جنعہ ۱۵۰

اس سوال و جواب کا مطلب صاف ہے اگر ایک نیوگی سے حاملہ نہ ہو تو دوسرے کے پاس جاوے اگر دوسرا بھی بدقسمتی سے اردگی ثابت ہو تو تیسرے کا منہ دیکھے اگر اس سے بھی امید نہ لگے چوتھے مرد سے سوال کرے۔ اگر اس کا بیج بھی بیتھو تھا نکلے تو پانچویں کے آگے ہاتھ پسارے۔ اگر اس سے بھی دامن مراد نہ بھرے تو چھٹا بلا آثر

کرے اور اگر اس سے بھی کچھ نہ بنے تو ہمت نہ ہارے دسویں تک پہنچے اگر وہ بھی نالائق ہی ہو۔ تو مضائقہ نہیں لک اور بھی ہی گیارہویں کے پاس جا لیٹے وہ تو ضرور ہی حاملہ کرکے چھوڑیگا۔ ورنہ پھر آگے اب حد ہے اگر گیارہ تک بھی مقصود حاصل نہ ہو تو صبر کرے اور دیانند کی جان کو بیٹھی رویا کرے۔ سبحان اللہ!! کیا کہنے ہیں اس پاکیزہ تعلیم کے عورت کیا ہوئی نیوگیوں کی ممتحن یا ان کی چاندماری ٹھہری کہ کسی نہ کسی کی گولی تو نشانہ پر لگے گی ناظرین معاف کریں یہ نیوگ کا عقیدہ ہی اک ایسا قابل شرم عقیدہ ہے کہ اس کے بیان میں گو کیسا ہی تہذیب سے کام لیا جاوے پھر بھی بوجہ ناپاکی اور گندگی نفس مضمون کے ناگفتنی باتیں لکھنی پڑتی ہیں دیانندی لیکچر اس درجہ کا فحش ہے کہ ہزار طرح سے اس کے گند کو کوئی سنوار سنوار کر بیان کرے تب بھی وہ اپنی اصلیت سے بدلا نہیں جاسکتا نہ اس کی بدبو دور ہوسکتی ہے کیوں جی دہرم گال! کچھ تسلی ہوئی یا نہیں کہ کس قدر آریہ لٹریچر گندہ ہے یہ عورت کا بیسوا پن کہ گیارہ خصم کر ڈالے مگر پھر بھی نیک بخت کی **نیک بخت** اور لالہ جی کی لالی ہی بنی رہے اور مرد بھی گیارہ عورتوں کا خاوند بنکر ایک ہی عورت کا کہلاوے اس کے آگے بھلا تعدد ازواج کی کیا حقیقت ہے اور رنڈی بازی کی کیا ضرورت یہ خانگی بازی ایسی مزے کی ہے کہ نہ پیسہ کا خرچ نہ گناہ کا نام بلکہ ساتھ ہی کسیقدر دچھنا کے ملنے کی امید لعنت ہے ایسی تعلیم پر اور تف ہے اس بیغیرتی پر

عجب دردنیوگی اور نیوگن کا یہ درمان ہے
نیوگی پر نیوگن اپنی جان و دل سے قربان ہے

نہیں اولاد کی خواہش دیانندی نیوگن کو
تلاش یار میں دن رات حیران و پریشان ہے

بغل میں غیر مرد ہے کے سلا میں اپنی جورو کو
اسی شرم و حیا پہ قوم آج شاد و فرحان ہے

حیا کچھ دیانندی کہاں تک تعدد شوہری
گیارہ شوہر ایک جورو بعید از عقل انسان ہے

گیارہ ہی پکار رہی میرا بیٹا مرا بیٹا
بیٹے سپرنی نیوگن ایک بچہ بر وان ہے

یہی تعلیم ہے تو آریہ جس پہ اکڑتا ہے
اسی تعلیم پہ شیدا ہوا وہ باغ رجال ہے

صاحبان

یہ تو اولاد حاصل کرنے کی آڑ میں تنکار کرنیکی اور زنا کاری کی ہدایت ہے اب اس سے بھی ترقی کرکے لکھنے جو ہم پر دیانند محض شہوت فرو کرنے کا نسخہ بتاتا ہے ذرا اس کو بھی سن لیجئے اسی ستیارتھ پرکاش کو اٹھا کر صفحہ ۱۵۴ کا سوال نمبر ۱۴۶ پڑھ جایئے جو اسطرح ہے

(۱۴۶) **سوال** جب ایک بیاہ ہوگا۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد رہیگا اس عرصہ میں عورت حاملہ دائم المرض یا مرد دائم المرض ہوجائے اور دونوں کا عالم شباب ہو اور رہا نہ جائے تو. پھر کیا کریں؟

جواب اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں **مرد سے** یا دائم المرض مرد کی عورت **سے رہا نہ جائے** توکسی سے نیوگ کرکے اس کے لئے اولاد پیدا کرلیں۔ لیکن رنڈی بازی یا زنا کاری کبھی نہ کریں صفحہ ۱۵۴

اس تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ اگر عورت کے حاملہ ہونے کی حالت میں مرد یا عورت پر ایسی شہوت غالب ہو کہ ان سے ضبط نہ ہو سکے تو مرد اور عورت شہوت کے فرو کرنیکی غرض سے کسی سے نیوگ کرکے اس کو اولاد جن دیں یہ دیانندی جواب کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ آریوں کی وہ ڈھنگ سب گاؤ خورد ہو گئے

کہ نیوگ تو محض اولاد کی خاطر ہے اس دیانندی ہدایت میں صاف بتلایا گیا ہے کہ نیوگ شہوت کے فرو کرنے کا ایک آلہ ہے اور پرزور الفاظ میں یہ کہدیا ہے کہ جب کسی مرد یا عورت سے بباعث ہونے **عالم شباب کے شہوت** زور کرے اور رہا نہ جائے تو وہ کسی سے نیوگ کر لیوے۔ اب وہ بات تو کوسوں دور جا پڑی کہ نیوگ محض اولاد کی خاطر ہے کیونکہ جس حالت میں عورت حاملہ ہے اور اولاد کی امید موجود ہے تو پھر دوسری عورت سے جو اس حاملہ بیوی کا خاوند نیوگ کرتا ہے اس کی غرض کیا ہے؟ صرف یہی تاکہ مرد پر شہوت زور کر رہی ہے اور اس کے فرو کرنیکا جو گھر میں آلہ تھا۔ وہ حاملہ ہونیکی وجہ سے بیکار ہے اب وہ بیچارہ کیا کرے دوسرا نکاح حرام رنڈی بازی میں تخم کے ضائع ہونیکا نقص اس لیئے وہ خانگی بازی کر کے اپنی شہوت فرو نہ کرے تو کیا کرے۔ البتہ جس **عالی حوصلہ** مرد نے اپنی جورو براہ ہمدردی اس کی نظر کر دی ہے بطور احسان کے اس کو بچہ جنا دیا جائے تو بیج بھی ضائع نہ ہوگا اور ہم ثواب و ہم خرما والا مضمون رہیگا۔ لہذا اس نیوگ کا اصل مقصود بچہ جنانا یا اولاد حاصل کرنا نہیں ہے نری شہوترانی کے لیئے حاملہ عورت کے شوہر کو ایام حمل میں دوسرے کیساتھ نیوگ سے مطلب براری کرنیکا حکم ہے اتفاقاً اگر اس کارروائی میں نیوگن بھی حاملہ ہو جاوے تو بہتر ہوا کہ تخم ضائع نہ گیا کسی کے کام آگیا۔ یہ ہدایت تو اس مرد کے لیئے ہے جس کی عورت حاملہ ہو اور مرد پر شہوت کا غلبہ مگر جس عورت کا خاوند روگی ہو اور عورت پر شہوت کا غلبہ آجاوے تو اس نیک بخت کو بھی دیانندی اجازت ہے۔ کہ کسی غیر مرد سے اپنی آگ بجھائے اور شہوت فرو کر لے مگر دیانند نے یہ نہیں بتایا کہ ایسی حالت میں عورت دائم المرض خاوند سے اجازت لیلے یا بلا اجازت ہی نیوگ کر لوے۔ خیر اگر پنڈت جی نے اس امر کی تصریح نہیں کی تو انہیں ستیارتھ پرکاش کے طرزِ بیان سے ہمیں بتادے کہ اولاد کی خواہش کرنے والی نیک بخت کے لیئے تو عالی حوصلہ شوہر کو خود اجازت دیگی

549

آگیا ہے کہ وہ کہدے کہ "ای نیک بخت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر" مگر شہوت فرو کرانے کی خواہش کرنے والی عورت کو کس طرح اور کن الفاظ میں نسبت اجازت مانگنے یا اجازت دینے کا حکم ہے کیا عورت اپنے دائم المریض شوہر سے یہ درخواست کرے کہ ہے پتی مجھ سے بغیر مرد کے اب رہا نہیں جاتا آپ فراخ حوصلگی سے کسی تندرست مضبوط قوی جوان سے آگ بجھوانے اور شہوت فرو کرانیکی مجھے اجازت دیں تاکہ میں تسلی پاؤں یا خود شوہر ہی اس کو اجازت دے کہ ای شہوت فرو کرانے کے لیئے خواہش کرنے والی پاکدامن عورت تو میرے سے علاوہ کسی دوسرے طاقتور مشٹنڈے کی تلاش کرکے اپنی آگ بجھاے کیونکہ اب مجھ سے تو تیری تسلی نہیں ہو سکیگی غرض جس طرح زبد آگیا ہو لالہ دہرمپال ضرور بیان کرکے اس ناتمام جواب دیانندی کو مکمل کردے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ

جو رک ہی سکتا نہیں فطرتی عمل سب کا یہ حیا اسے پھر چھوڑ کیوں نہیں سکتا
ہوا ہے جبکہ نکمّا تو بیٹھے صبر کرے نہ یہ کہ غیر سے جتوائے اس پہ جبر کرے
یہ کیسی فحش کی تعلیم ہے مہاپرشو نہ عقل کرتی ہے تسلیم نے حیا جس کو
جب اپنی جورو کو غیروں کے خود حوالہ کیا تو اس سے بڑھ کے بھی دیوثی اور ہوگی کیا
غرض تھی بھی تو تمہیں نہ چاہئے کرنی کہ زوجہ نذر کسی غیر کے لیئے کرنی ÷

ایک قسم نیوگ کی اور بھی ہے جو دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۵۲ دفعہ ۱۰۴ میں بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

اگر بیاہا خاوند دہرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو
بیاہی عورت آٹھ برس اور اگر علم نیکنامی کے لیئے گیا ہو تو
چھہ برس اور دولت وغیرہ مقصد کے لیئے گیا ہو تو تین برس تک

تک انتظار کرکے اولاد پیدا کرے جب شادی شدہ
خاوند آوے تو نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جاوے

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۱

اس عبارت کا مطلب یہ ہے

جو پردیس جاؤ تو عورت تمہاری | مصیبت اٹھاؤ وہ کیونکر کی ماری
کریگی نیوگ اور سے وہ بیچاری | تمہیں دیگی اولاد اک پیاری پیاری

کسی اور سے جا کے بیٹا جناوے
ذرا اس سے دل میں نہ وہ ہچکچاوے

تجارت سے نکلو تو سہ سال پیچھے | جو لوٹو تو پو بارہ ہونگے تمہارے
مع سود تم اصل پاؤگے آگے | ملے بیوی اور بے مشقت کے بچے

جدا اس نیوگی سے ہوگی نیوگن
کہ جس نے اڑایا تھا سب اسکا جوبن

آگے چلکر دیانند لکھتا ہے کہ مرد کیلئے بھی قاعدہ ہو ہے

”عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس اولاد ہو کر مر جاوے
تو دسویں برس جب جب اولاد ہو تب تب لڑکیاں ہی
ہوں لڑکے نہوں تو گیارہویں برس تک اور جو بدکلام
بولنے والی ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری
عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے صفحہ ۱۵۲

لیجئے ناظرین! یہاں تو دیانند نے لٹیا ہی ڈبودی اور آریوں کی جڑ سے ناک کاٹ کر اسلامی صداقت کے ماننے پر مجبور ہو گیا کہ جس طلاق کو آریہ برا کہتے ہیں وہی اس کی زبان سے نکل گیا اور ”حق بر زبان جاری گردد“ کی مثال صادق آئی۔ کیونکہ مندرجہ بالا عبارت میں چار صورتیں دیانند نے بیان کی ہیں (۱) اگر عورت بانجھ ہو (۲) اولاد ہو کر مر جائے +

(۳) لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں لڑکا نہ پیدا ہو تو دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا
کرے اور چوتھی صورت میں اسلامی صداقت کا اظہار کر دیا کہ (۴) جو بدزبان بولنے والی
گندی عورت ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرے
اس ہدایت دیانندی کی اس کے چیلے کوئی تاویل بھی نہیں کر ہی نہیں سکتے سوائے طلاق
کے اس کا دوسرا مطلب ہو ہی نہیں سکتا ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ عورت کی
بدزبانی اولاد جننے میں حارج یا روک پیدا نہیں کر سکتی اولاد جننے کی مشین تو زبان سے
علیحدہ ہے اور وہ بگڑی ہوئی نہیں پھر دوسری عورت سے نیوگ اولاد کے واسطے
کیوں ہو صاف ظاہر ہے کہ یہ نیوگ اولاد پیدا کرنے کے لیئے نہیں بلکہ بدزبان عورت
کو طلاق دیکر اس سے قطع تعلق کرنیکی غرض سے یہ نیوگ ہے۔ ہم انشاء اللہ ایسے
مضامین دیانندی پر ایک مستقل ارادہ لکھنے کا رکھتے ہیں اور مبسوط بحث کرکے انہیں
یہ ثابت کر دیا جائیگا نیوگ کے شوق نے دیانند کو ایسی خود ساختہ ہدایتوں کے جاری
کرنے پر مجبور کیا ورنہ وہ تمام احکام طلاق وغیرہ کے متعلق ہیں چونکہ اس جزو کا موضوع
صرف اسیقدر ہے کہ دیانندی لٹریچر کا فحش دکھلایا جاوے اس لیئے اس کے
جواز و عدم جواز وغیرہ پر گفتگو نہیں کی گئی اور یہ رسالہ ہم اس وقت لکھیں گے جب
دہرمپال یا اس کی بے بضاعتی کی وجہ سے کوئی اس کا ہمخیال اس پر قلم اٹھائیگا۔ اور
ہمارے اس رسالہ کا جواب باصواب دیگا فانتظروا
اس سے آگے دیانند عورت کو اجازت دیتا ہے کہ

اگر مرد بلا وجہ تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیئے کہ اسکو
چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر اولاد پیدا کرکے اسی
بیاہے خاوند کی وارث اولاد کر دے صفحہ ۱۲۳

اس ہدایت کا مضمون بھی صاف ہے کہ یہ نیوگ اولاد کی غرض سے نہیں بلکہ شوہر کی

ناقابل برداشت کی وجہ سے عورت کو دوسرے مرد کی ضرورت ہوئی ہے ورنہ مرد کی سختی
مرد کو اولاد پیدا کرنے کے ناقابل نہیں بنا دیتی اور یہ عجیب فلسفہ ہے کہ جو مرد ایسا تکلیف
دہندہ ہو وہ کیونکر گوارا کریگا کہ حرام کے لڑکے اس کی جائداد کے وارث بن جائیں۔ اور
وہ اس زناکاری کو پوتر اور وید آگیا ہی سمجھے ذرا اس کی وضاحت بھی دہرمپال کر دے

آریو کچھ تو شرم کرو

ا ے آریاؤ تم نے کیوں شرم ہے گنوائی — غیرت نہیں ہے تمکو کیسی ہے بیحیائی
افسوس تم پہ لوگو ایسے نیوگ لکھ کر — عزت سب اپنی تم نے ہی خاک میں ملائی
وہ وید خوب ہوگا جسمیں یہ مسئلہ ہے — جس نے نیوگیوں کو نیچی جگہ دکھائی
گنڈا جوروں کو کیوں کر دیا ہے تم نے — کچھ شرم ہے تو ڈوبو کیوں زیرِ ہر لگائی
جورو کو اپنی تم نے غیروں سے جا ملایا — کیا حوصلہ ہے عالی کیا ہے یہ پارسائی

نیوگ بانی تو ناظرین آپ نے ملاحظہ فرمائی اب نیوگ زادگان کا حساب بھی ذرا
سمجھ لیجے اس کا گوشوارہ بھی اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۵ پر اس طرح دیا ہے کہ

"۱۱۷ گویا ایک بیوہ عورت دو۲ اولاد اپنے لئے اور دو۲ دو
دیگر چار نیوگ شدہ مردوں کے لئے پیدا کرسکتی ہے اور
ایک رنڈوا مرد بھی دو اولاد اپنے لئے اور دو۲ دو۲ دیگر چار
بیوگان کے لئے پیدا کرسکتا ہے اس طرح ملکر دس دس
اولاد پیدا کرانیکی اجازت وید میں ہے صفحہ ۱۴۵

اس وید کے علم ریاضی کا دیانند نے یوں اظہار کیا ہے کہ ایک نیوگن دو لڑکے تو اپنے واسطے

اور آٹھ لڑکے چار نیوگیوں کے یئے کل دس اولاد جن کر چھوڑ دے چاہے اس کا اس
بارداری میں خاتمہ ہی ہو جائے کیونکہ نیوگن جو جننے والی ہے وہ تو ایک ہے۔ اور
جنوانے والے چار جو مختلف طاقتوں مختلف حرکتوں اور طبیعتوں والے ہیں خواہ مخواہ بھی
وہ جنتی جنتی مر جائے گی۔ کیوں جی دہرمیالما اسی طرح ہے نا

یہ بات سچ ہے کہ عورت ہے مرد کی کھیتی　مگر غضب ہے کہ تم نے زمین ہی سمجھی
ہو جو معاملہ اس سے وہ سب کریں اس سے　چکوتہ نصف بٹائی دو یا پانچویں حصے
کہ اپنے گھر میں اگر بیج اور وہ پھل نہ رہا　تمہیں زور نہیں بازوؤں میں ہل نہ رہا
طلب کیا کوئی زانی شریر طاقتور　پھر ایک سال کو دیدی زمین ٹھیکہ پر
وہ آئے گھر میں زن آریہ کو دے اولاد　ہو جس کو دیکھ کے خاوند بے حیا دلشاد
ثمرۂ مشقت و محنت تو بیج ہو اس میں　مراد وہ پھل ہے جو پیدا اخیر ہو اس میں
یہ کیا خبر ہو اگر اس کا بیج بھی کھوٹا　تو ہل چلانے سے اس کے وصول آخر کیا
پھر اگلے سال کسی اور مرد کو دے گے　امید کوشش ثانی میں شادماں ہو گے
اسی طرح سے بھر لگا صدف بھی کبھی　لگے گا تیر کوئی بر ہدف کبھی نہ کبھی
ہوا بھی بیٹا تو کیا ناسور پیرایا　کہ پدر کا شیشۂ ناموس جس نے تڑوایا

نیوگ زادگان کی تقسیم ہو چکی تو اب یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ نیوگی بچے کس
کے بیٹے ہونگے آیا نیوگن کے شکم سے پیدا ہوئے ہیں یا نیوگی کے جس کا دو نطفہ
ہیں یا نیوگن کے اس عالی حوصلہ حقیقی خاوند کے جس کی بیوی ہے وغیرہ وغیرہ سوامی جی
کے لئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۴ پر سوال نمبر ۱۱ کا دوسرا جواب سنکر معلوم کر لو کہ جہاں پر
ویاہ عقد ثانی اور نیوگ پر فرق دیتا ہے اور وہ اسطرح ہے کہ :-

دوسرا فرق نیوگ اور عقد ثانی میں یہ ہے کہ بیاہی عورت کے لڑکے اسی پہلے خاوند کے وارث

ہوتے ہیں مگر نیکتا عورت (جس نے نیوگ کیا ہو) کے
لڑکے ویرج داتا (نیوگی) کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں نہ اس کا
گوتر ہوتا ہے اور نہ اس نیوگ کرنے والے کا اختیار ان
لڑکوں پر رہتا ہے بلکہ وے لڑکے متوفی یا (دوگی زندہ)
خاوند کے بیٹے کہلاتے ہیں اور اسی کی جائداد کے وارث
ہو کر اسی گھر میں رہتے ہیں۔ صفحہ ۱۴۴

ناظرین ذرا اس اندھیر کو غور کرو کہ جس بیچارے نے ہل چلایا بیج ڈالا اس کو تو کچھ بھی نہیں ملا تمام پیداوار کا حقدار مالک زمین ہی بن بیٹھا۔ کیا یہ بٹائی یا چکوتہ پر زمین نہیں دی گئی ہے کس قدر بے انصافی ہے کہ مزارع کی ایسی گاڑھے پسینے کی کمائی بغیر بٹائی اصل مالک لے لیتا ہے خیر صاحب وہ جانیں ہمیں اس سے کیا مطلب مزارع اور مالک زمین جس طرح رضامند ہوں کرتے رہیں۔ اب ہم آپ کو اور بات سناتے ہیں اور وہ یہ کہ جہاں آپ نے ابتک نیوگ جیسی گندہ کہانی اور اسپر دیانندی در افشانی سنی ہے ایک صداقت اور ست بھی جو بے ساختہ دیانندی قلم سے نکل گیا ہے سُن لیجیے جس نے ساری تانی نیوگ کی درہم برہم کرکے جولاہے کے سر پر دے ماری اور دروغ گو را حافظہ نباشد کو سچ کر دکھایا۔

یہ عمدہ بات ہی اک قابل شنید بیان
کیا ہے جس کا دیانند نے عجیب بیان

لکھا ہے جس کو برہمن گرنتھ سے دیکھو
قرآن پاک کا تم معجزہ اسے سمجھو

ذرا پڑھو تو بیان آگے ستیارتھ کو
لکھا ہے صاف دیانند نے بہ غور کرو

ہمیشہ چاہیے ہر مرد و زن کو دھیان اپر
کہ سمجھیں بیج کو اور ریج کو بے بہا گوہر

نہ اپنی زن کے سوا مرد صرف باہ کرے
نہ غیر مرد سے عورت بھی ریج تباہ کرے

کرو دیکھو لو کوئی قابل کسان یا مالی
زمین غیر میں بوتا ہے بیج یا ڈالی

جو تخم جسم بشر کو گرائے یوں بیجا — زیادہ اس سے کوئی بیوقوف ہوگا کیا
گرائے تخم کرے محنت اور چلائے ہل — ولیک آخر کار اس کا کچھ نہ پائے پھل
میں نقل کرتا ہوں اسجا بلفظہٖ تقریر — کیا ہے جس کو دیانندجی نے خود تحریر

دیانند کی اصل تقریر یہ ہے

"۱۴۲۔ اب اسپر عورت اور مرد کو دھیان رکھنا چاہئے کہ ویرج (نطفہ) اور رج (خون) کو بے بہا سمجھیں جو کوئی اس بیش قیمت چیز کو بیگانی عورت رنڈی یا برے مردوں کی صحبت میں کھوتے ہیں وے بڑے بے عقل ہوتے ہیں کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہوکر بھی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوائے اور کہیں بیج نہیں بوتے جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے۔ تو جو شخص سب سے اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو برے کھیت میں کھوتا ہے۔ وہ بڑا ہی بیوقوف کہاتا ہے کیونکہ اس کا پھل اس کو نہیں ملتا۔ اور یہ برہمن گنہ ہتوں قول ہے"

کہاں ہے دہرمپال یا کوئی اس کا ہمخیال جو دیانندی تقریر مذکور کو پڑھکر ہمیں جواب دے کہ زندہ خاوند والی نیوگ کرنیکی اپنی عورت اور اپنی کھیتی ہے یا بیگانی عورت اور پرایا باغیچہ؟ اور ایسی نیوگن زمین میں جو نیوگی بیج بوتا ہے اس کو کون سا پھل ملتا ہے؟ کیا وہ بقول دیانند انسانی درخت کے بیج کو اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوا بیگانی زمین میں کھو کر کچھ پھل اس کو نہیں ملیگا۔ جاہل کسان یا مالی سے بھی

بڑھکر بے وقوف نہیں تو اور کیا ہے سوچکر جواب دے

ایک بات اور تھوڑی سی بیان کرنی رہ گئی ہے کہ نیوگ کس طرح اور کس جگہ کرنا چاہیے یعنی رسومات نیوگ کیا ہیں اور نیوگن عورت نیوگی مرد کے گھر جاکر نیوگ کراوے، یا نیوگی داتا کو نیوگن کا خاوند اپنے گھر میں بلا دے سو اس کا جواب ہمارے الفاظ میں تو یہ ہے کہ ڈنکے کی چوٹ نیوگ کراوے۔ اور عالی حوصلہ خاوند اپنے گھر میں اسی نیوگی مضبوط جوان کو دیکھ بھال کر بلائے اور آنکھوں کے سامنے اس نیک بخت ہتیاری شہوت کی ماری کو اس کے ساتھ سلادے اور اگر دیانندی الفاظ مطلوب ہوں تو مندرجہ ذیل ہیں ان کو ملاحظہ فرمایئے نتیجہ ایک ہی ہے

کیا نیوگ ڈنکے کی چوٹ کریں؟

جواب جیسے علانیہ بیاہ ویسے علانیہ نیوگ جسطرح بیاہ میں نیک اشخاص کی صلاح اور دلہن دولہا کی رضامندی ہوتی ہے ویسے نیوگ میں بھی ہونی چاہیے یعنی جب عورت مرد کا نیوگ ہونا ہو تب اپنے خاندان میں مرد عورتوں کے سامنے ظاہر کریں کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کرتے ہیں جب نیوگ کا مدعا پورا ہو جائیگا تب ہمارا قطع تعلق ہوگا۔ مہینے میں ایک بار گربھا دان (ہمبستری) کا کام کریں گے حمل کے قیام کے ایک برس بعد جدا ہیں گے صفحہ ۱۴۸ اگر نیوگ کی صورت میں عورت اسی

بیاہے خاوند کے گھر میں رہتی ہے صفحہ ۱۴۴

نیوگ کی خوشی میں ایک امر دیانند یہاں پر بغیر تصفیہ کے چھوڑ گیا جو یہ ہے کہ جس عورت کا شوہر بیمار ہو اور اس کی جورو پر شہوت نے غلبہ کر رکھا ہو یا جس شوہر کی عورت حاملہ ہو اور اس کا شوہر شہوت کے زور میں آرہا ہو ان دونوں حالتوں میں اولاد حاصل کرنے کے لیئے تو گویا ان کا کام کرنا نہیں پھر یہ میاں بیوی نیک اشخاص سے کیا صلاح لیں اور باہمی کسطرح رضامند ہوں اور اپنے خاوند کے مرد عورتوں کے سامنے کن الفاظ میں اپنے مقصد کا اظہار کریں اور کونسی شرط قرار دیں اور کس کے گھر میں یہ پوتر فعل پورا کریں آیا حاملہ عورت کا خصم کسی نیوگن کو یا مریض خاوند کی عورت کسی نیوگی کو اپنے گھر میں بلا کر شہوت فرو کریں کرادیں یا نیوگی نیوگی کے گھر جاکر اس آگ کو بجھاوے دہرمپال اس امر کا تصفیہ کردے تاکہ ایسے نیوگ میں کوئی دقت نہ پیش آوے اور یہ بھی ظاہر کردے کہ نیوگی اپنے تمام خاندان کو برات میں ساتھ لیجاکر نیوگن کے گھر میں نیوگن کے خاندان کے سامنے یہ باہمی معاہدہ کرے کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کرتے ہیں۔ یا صرف دونوں میں سے ایک کے خاندان والوں کے سامنے یہ پاک رسم پوری کی جاویگی؟ اور وہ کس کا خاندان ہوگا عورت کا یا مرد کا؟

نظمِ دلفریب

زناکاری کا یہ نسخہ عجب جس نے بتایا ہے
اسی نے کنجنوں کو شرم سے نیچا دکھایا ہے

نیوگی اور نیوگن کی سیہ کاری سے دیکھو تو
زمیں کو زلزلہ ہے آسماں چکر میں آیا ہے

للا ان نے لیا جب پھل خوشی سے پھول اٹھے لالہ
بہار وید نے ہر گھر عجب یہ گل کھلایا ہے

نیوگن کی جدائی میں تڑپکر لوگ مرجاتے
ہنوز وصل پر ویدوں نے دم بھر میں گرایا ہے

حجاب شرم منہ پر ہے لیکن کیوں شرماؤ وہ شوہر | چراغ خو وہ ماں جسکا نیوگی نے جلایا ہے
غرض دس دس پرش سے جننا ہے جن بچوں کا بلانا | ہوائے شوق مردہ دل پر یہ اٹھایا ہے
حریفوں سے وصل تخم ہیں مصروف نت گیہم | پتی نے بستر اپنا صحن خانہ میں بچھایا ہے
مسافر کیا خوشی ہوگا خبر پردیس میں سنکر | کہ بخواہ کو تیری غیر نے بچہ جنایا ہے
ہزاروں کو بنا کر دیا کی تعلیم سے وحشی | کسی خناش بدطینت نے دل میں جو ٹھانا ہے
کیا اس نیوگ کی تعلیم سے ہندوستان تیرہ | کسی مع نے شرارت کا پھر اندھیر سنایا ہے
منہ قرآن کے جلوہ سے ہوا جاتا ہے اب روشن | سگ بد خو نے عوعو کرکے احمق سر کھپایا ہے

اب ہم دیانندی لٹریچر کو ایک استفسار معہ ایک نظم نیوگ کے لکھکر ختم کرتے ہیں اور آگے مضمون آریہ سماج کی موت کا شروع کریں گے

دھرمپال اور اُس کے ہر ایک ہمخیال سے استفسار

اے مجنون آریہ اور اس کے ہمخیال دیانندیو تم نے دیانندی لٹریچر جسکو ہم مختصراً اوپر نقل کر چکے ہیں دیکھ لیا ہے کہ کیسا فحش اور گندہ ہے اور ایسی گندگی کسی مذہب میں نہیں لیکن اس کے متعلق چند استفسار تم سے بغرض جواب کرنا چاہتے ہیں کہ دیانند نے وید کے حوالے سے نیوگ کی چند قسمیں حسب ذیل بیان کی ہیں (۱) جو بیوہ یا رنڈوا مرد برہم چریہ نہ رکھ سکیں یعنی شہوت کو نہ روک سکیں تو وہ کسی اور سے شہوت فرو کرلیں (۲) جو مرد اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تو وہ اپنی جورو کو اجازت دیوے کہ کسی دوسرے سے ہمبستر ہو کر اولاد حاصل کرے اور ایسی اولاد دو چار تک بھی حاصل کرنے کا اسے اختیار ہے (۳) جب عورت کا شوہر پردیس میں گیا ہو تو وہ تین سال بعد غیر مرد سے ملکر اولاد جنتی رہے اور جب اصلی خاوند واپس آوے تو مع اولاد کے نقلی شوہر کو چھوڑ کر اس کے پاس حاضر ہو جاوے (۴) اگر کسی عورت کی لڑکیاں

ہی پیدا ہوں تو اس کا شوہر دوسری نیوگن سے لڑکے جنوالے (۵) جس عورت کا شوہر تکلیف دہندہ ہو یا جس شوہر کی عورت بدکلام ہو وہ اُسے چھوڑ کر دوسرے مرد یا عورت سے نیوگ کر کے اولاد حاصل کرے (۶) جب کسی مرد کی عورت حاملہ ہو یا کسی عورت کا پتی بیمار ہو اور اس دوران حمل و بیماری میں دونوں میں سے کسی پر شہوت غلبہ کرے تو عورت کسی غیر مرد سے اور مرد کسی غیر عورت سے حظ حاصل کرے یہ سب اقسام نیوگ کی ہیں جن میں دوسروں سے فائدہ اٹھانے کی ہدایت کی گئی ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ نیوگ کرنے والوں کو کیا ملیگا اور نہ اس کا اظہار کیا ہے کہ جس عورت کا خاوند بوجہ رقت منی وغیرہ اولاد پیدا کرنے کی قابل نہیں رہا وہ خود اپنی جورو کے واسطے نیوگی تلاش کرے یا اس کی جورو آپ تلاش کرکے لاوے؟ اور وہ نیوگ والا مرد کسی ڈاکٹری سارٹیفکیٹ سے اس کا ثبوت دیگا کہ اس کی منی اولاد جنانے کے قابل ہے یا عورت دو چار روز کی مشق سے اس کی طاقت کا اندازہ کر کے یقین کر لیگی کہ بیشک اس سے لڑکا پیدا ہو جانے کی امید ہے؟ اگر باوجود طاقتور پانے کے بھی اس کے نیوگ کرنے سے بجائے لڑکے لڑکی پیدا ہو گئی تو کیا پھر اسی پہلے نیوگی سے نیوگ کرایا جائیگا یا کسی دوسرے کی تلاش کرنی پڑیگی اور ایسی عورت کے ساتھ جبکہ کہ خاوند زندہ ہے مگر اولاد جنانے کی قابلیت اسکی منی میں نہیں رہی نیوگ کرنے والوں کو...... یا اس کے خاوند یا اس کے خاندان یا عورت کی طرف سے کیا معاوضہ ملیگا؟ اور ایسا نیوگ کرانے کے لیئے صرف خاوند کی اجازت اور رضامندی ہی کافی ہے۔ یا حسب رسومات بیاہ عورت کے خاندان کی بھی صلاح لینی چاہئے اور اگر وید اگیا کے مطابق عورت تو چاہے کہ میں نیوگ کر کے اپنے روگی شوہر کا نام روشن کروں مگر روگی شوہر غیرت دار ہو کر رضامند نہ ہو یا اس کے برعکس کوئی عالی حوصلہ شوہر اجازت دیدے اور رضامند بھی ہو جاوے مگر عورت اپنی شرافت اور حیاداری کی وجہ سے دیوث کے کہنے پر عمل نہ کرے تو پھر

کیا کیا جاویگا کیونکہ نیوگ کے روکنے میں تو پاپ ہے کیونکہ یہ آریہ دھرم ہے
اور پوتر کرم اور نیوگ کرنے والا اس روگی خاوند کے گھر جاکر جام وصل پیے گا
یا کوئی نیوگ مندر ہی ایسا الگ بنایا جائیگا۔ جیساکہ **جگناتھ** کے نیوگ مندر بنے
ہوئے ہیں جنکا ذکر آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۶ہ۴ پر اس عبارت میں کیا گیا
ہے کہ مندر کے ہر چار طرف قد آدم **فحش تصویریں** نمایاں شکل میں بنی ہیں ہم سمجھتے
ہیں۔ کام شاستر خواہ کوک شاستر کا مشکل سے کوئی آسن ہوگا جو یہاں جگناتھ جی
کے مندر میں نہ دکھایا ہو جس مکان میں ہم ٹھہرے تھے وہاں ایک مندر کے پیچھے
چار **فحش تصویریں** اس قسم کی بنی ہوئی موجود تھیں لوگ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں
یہ **وام مارگ** کا مندر تھا اس لئے یہ **نقشے** ذہن نشین کرنے کے لئے بنادیئے
گئے تھے مگر ہماری دانست میں **اس کے سوا کوئی اور بھی بات ہوگی۔**
دیکھو دھرمپال یہ تمہارے قدیم آریوں کی عبادت گاہ کا ایک نمونہ ہے جس سے ہر شخص
معلوم کرسکتا ہے کہ وہ کیسے پوتر چلن کے بزرگ ہونگے۔ شیم شیم پھر یہ
بتاؤ کہ پردیس میں گئے ہوئے شوہر کی واپسی پر جو ساری کمائی نیوگی کی لیکر اصلی
شوہر کی بغل میں نیوگن آگھسے گی تو ایسی صورت میں اس جاہل کسان سے بھی زیادہ
بے وقوف نیوگی کو کیا پھل ملیگا۔ اور ان ایام میں اگر نیوگن کو نیوگی ایسا پسند آگیا
ہو کہ اس کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتی تو اصلی خاوند پھر کیا کریگا۔ اگر کسی دیانندی کی جورو
بغیر اجازت اپنے پتی کے کسی غیر مرد سے آشنائی کرے اور اس سے اس قدر محبت
ہو جاوے کہ وہ اصلی خاوند کی صورت دیکھنے کی بھی روادار نہ رہے بلکہ اس فکر
میں ہو کہ کسطرح اس دیوث کو زہر دیکر چلتا کروں اور اس کا علم پورے یقین کیساتھ
شوہر کو ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں اس عورت کے لئے دیدگی کیا آگیا ہے اور اس شوہر
کو کیا کرنا چاہیے؟

اے دیانندیو سر دست صرف یہ دس سوال بطور استفسار علاوہ ان اعتراضوں کے جو جابجا اس مضمون میں کیئے گئے ہیں پیش کر کے تمہارے کانشنس کی شہادت تمہارے ہی پرمیشر کی قسم دے کر تم سے چاہتا ہوں کہ کیا تمہارا تخم مادر غیرت اور شریفانہ حمیت دیانندی تعلیم سے بالکل مسخ ہو گئی ہے کہ جس سے تم اس دیوتانہ حرکت کے برداشت کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار ہو گئے ہو کہ یہ بیشرمی کا کام تمہارے گھر میں تمہارے سامنے اپنے ہاتھوں سے ہو کہ تمہارے جیتے جی نیوگ کے بہانے سے تمہارا چھوٹا یا بڑا بھائی یا برادری میں سے کوئی مسٹنڈا تمہاری پیاری بیوی پر صحبت کی غرض سے حملہ کرے بلکہ باجازت دیانند کام بھی کر ڈالے اور تم باوجود قوت شہوت اور طاقت اور روبرو موجود ہونے کے پاس کی کوٹھری میں الگ بیٹھے خاموش دیکھا کرو اور کچھ بھی چون وچرا نہ کرو اور تمہاری نظروں کے سامنے ایک غیر مرد تمہاری بہو کی منکوحہ اور برات کی بیاہتا سے جو نام وننگ کے خاندان سے آئی تھی ہمخواب اور بغلگیر ہو اور صرف بوس وکنار پر بس نہ کرے بلکہ حرکت دل شکن سے تمہاری ساری عزت وآبرو کو خاک میں ملا دے اور پھر بھی ذرا غیرت تمہاری جوش نہ مارے میں اب تک خوب جانتا ہوں کہ کس قدر ایک شریف انسان کو قدرتی اور طبعی طور پر اپنی عورت کے لیئے حمیت اور غیرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک غیرت مند انسان تھوڑے سے گمان بد پر اپنی عورت کو قتل بھی کر دیتا ہے اور زنا کی حالت میں تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کی طرح پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے لیئے ایک بے شرمی کی زندگی کے بدلے مرنا قبول کر لیتا ہے پھر میں نہیں سمجھتا کہ تمہارا دیانند یا وید کیسی ہدایت لایا۔ کہ جو انسانی فطرت کے طبعی شرم وحیا کے بالکل برخلاف ہے کیا کوئی شریف الطبع وسلیم الفطرت اس بات پر راضی ہو سکتا ہے کہ اولاد کی خواہش سے یا لڑکیوں کی کثرت کے بعد لڑکا پیدا ہونے کی تمنا سے ایک اجنبی کو اپنے گھر میں آپ بلائے اور

اپنی عورت کو اس سے ہمبستر کرا دے اور آپ الگ بیٹھا دل میں پیچ و تاب کھاتا رہے
کیا اسی تعلیم کو پرمیشر کا گیان کہتے ہو۔ ایسے بیٹے کی خواہش پر بھی ہزار لعنت ہے جس کی
والدہ اپنا عزیز خاوند چھوڑ کر دوسرے کے آگے پڑتی ہے اور لعنت اس اولاد پر جو
حرامکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاتی ہے دنیا میں کنچن سب سے زیادہ بیشرم
اور فاسق قوم ہے مگر وہ بھی اپنی جوروؤں اور بہوؤں سے حرامکاری نہیں کراتے
مگر تم پر افسوس کہ تم جائز رکھتے ہو کہ تمہاری بہو بھی تمہارے بیٹے کے سوا کسی اور کے
پاس جاوے۔ انسانی کانشنس اس کو ہرگز قبول نہیں کرتی اور انسان کی فطرتی غیرت
ہزار بیزاری سے اس پر لعنت بھیجتی ہے انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی مرغیوں کے
لئے ایک کتا بھی اپنی کتیا کے لئے غیرت رکھتا ہے مگر حیف ہے تمہاری حالت پر کہ تم
میں حیوانات کے برابر بھی غیرت نہیں اگر غیرتمند ہوتے تو چلو بھر پانی میں ڈوب کر
مرجانا پسند کرتے مگر یہ تعلیم کبھی نہ قبول کرتے یاد رکھو اور خدا سے ڈرو جو ہرگز
ناپاکی کے راہوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کے بندوں میں زنا پھیلے
اور حرامی اولاد پیدا ہو۔ اے نادانوں اگر نیوگ زنا نہیں ہے تو اور کیا ہے زنا کی تعریف
تو کرکے بتاؤ اور نیوگ و زنا میں فرق کرکے بتلاؤ۔ اے تمام دنیا و مافیہا کے مالک و خالق
خدا تو اس قوم کو اس لعنت سے بچا۔ آمین ۔۔۔۔۔

امام الکلام

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے | دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بیغیرتی | عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار | ان کی شیطاں نے عقل ماری ہے

وید کی کھل گئی حقیقت سب اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی وہ دیانند کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
لائق سوختن ہیں ان کے مرد ان کی ناری ہر ایک ناری ہے
واہ وا کیا دھرم ہے کیا ایمان جس میں واجب حرامکاری ہے
آریو! دل میں غور سے سوچو شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے
مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث اعتقاد اس کا بد شعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے وہ نہ بیوی نہ زن بزاری ہے
ہے وہ چنڈال ڈشٹ اور پاپی جفت اس کی کوئی چماری ہے
ہیں ہزاروں نیوگ کے بچے آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار یہ نہ اولاد قہر باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹیا پکارتی ہے غلط یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں جنکی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو ایسی جورو کی پاسداری ہے

لالہ صاحب فدا ہیں جورو پر — وہ نیوگی پہ اپنی واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی — کس قدر ان میں بردباری ہے
ہے تو ی مرد کی تلاش انہیں — خوب جورو کی حق گذاری ہے
تاکہ کروائیں پھر اسے گندی — پاک ہونے کی انتظاری ہے
خاکیں ملتے ہیں لپسر کے لیئے — کیا مزاجوں میں خاکساری ہے
قابل شرم بھیک لیتے ہیں — بھیک کی رسم یہ نیساری ہے
گھر بہ گھر ہیں نیوگ کے چرچے — نہ حیا ہے نہ شرم ساری ہے
گو زمانہ میں روشنی پھیلی — ان پہ اندھیر اب بھی طاری ہے
کیا کریں وید کا یہی ہے حکم — ترک کرنا گناہگاری ہے

بالیقیں نخل آریہ کے لیئے
صاعقہ ہی یہ تیز آری ہے

ہم دیانندی لٹریچر ختم کر چکے تھے کہ ایک بات اور یاد آگئی جو دیانند کی فطرت کا فوٹو اور ویدک تعلیم کا لب لباب ہے اور حمل ٹھہرانے کا نیا چٹکلا ہے اس لیئے اس کو بھی آخر میں بیان کر دیتے ہیں تاکہ پبلک کو دیانندی لٹریچر کے بارے میں یقین کا درجہ حاصل ہو جاوے کہ وہ کسقدر فحش ہے نیز ناواقف دیانندیوں کو اس چٹکلے پر عمل کر کے دھڑا دھڑ حمل ٹھہرانے کا ڈھب آجاوے ناظرین اس مقام کو ذرا سنبھل کر سنیں۔

دیانند مرد کے منی ڈالنے اور عورت کے منی کھینچنے کی ترکیب بیان کرتا ہے "

کہ جب ویرج (منی) کے رحم میں گرنے کا وقت ہو
اس وقت عورت مرد دونوں بحرکت ناک کے
سامنے ناک اور آنکھ کے آنکھ یعنی سیدھا جسم

رکھیں اور ہلیں نہیں مرد اپنے جسم کو ڈھیلا
چھوڑے اور عورت دیریہ (نطفہ) حاصل کرنیکے
وقت اپان وایو (سانس) کو اوپر کھینچے جائے
مخصوص کو اوپر سکوڑ دیریہ نطفہ کو اوپر کوشش
کر کے رحم میں ٹھہرا دے ستیارتھ پرکاش صفحہ ...

واہ رے دیانند کیا سنیاس کے جوہر دکھائے ہیں اور کیسے کیسے تجربہ
تو نے بال برہم چاری رہ کر حاصل کئے ہیں آریہ عورتوں کو تو تیرے پر قربان
ہو جانا واجب ہے یہ مزے اور یہ آسن بھلا تیرے بغیر کہاں سے کوئی سیکھ سکتا
ہے تیرے جیسوں کی ہی یادگاریں جگناتھ کے مندروں پر نقش ہو رہی ہیں جنکو
دیکھکر آریہ مسافر بھی کہتا ہے کہ کوک شاستر کے تمام آسن اُن فحش تصویروں
میں دکھلائے گئے ہیں اور ان تصاویر کا مطلب وہ کچھ اور ہی سمجھتا ہے اور مطلب
اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ ایسے مہاتماؤں کے لچھن ان سے نظر آتے ہیں۔ چونکہ وہ
زمانہ ویدوں کی اندھکاری کا زمانہ تھا اس لیئے تصاویر بنا کر شہوت پرستوں نے
اپنے جوہر دکھلائے تھے اب روشنی علم کا دور ہے ایسے زمانہ میں تصاویر بنانیسے
بالکل پردہ دری ہوتی اور قانون مانع تھا لالہ دیانند جی نے الفاظ اور حرفوں میں ہی
نقشہ کھینچکر پچھلا زمانہ یاد دلایا ہے کیا کمبخت دہرمپال اب بھی یہی کہتا رہیگا کہ دیانندی
لیٹریچر پاکیزہ اور اسلامی لیٹریچر گندہ ہے اگر یہی اس کی ہٹ ہے تو خلل دماغ کے لاعلاج
مرض میں مبتلا سمجھا جائیگا ورنہ قائمی حواس کا ثبوت اس فحش کو فحش تسلیم کر کے
جلد پیش کرے۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو
اب آگے تم کو لازم ہے بچارو

سوامی دیانند کی تصانیف
پر
عدالت کا فیصلہ

نیوگ جبکہ اپنی کیفیتوں کے لحاظ سے **زناکاری** اور انسان فروشی وغیرہ جرائم کے ہم شکل ہے اگر اس کو صرف اولاد لینے کے بہانے سے جائز قرار دیا جائے تو ہر قسم کے جرائم اور بداخلاقیوں اور ظلموں کو مختلف قسم کے حیلوں اور بہانوں کی بنا پر جائز ٹھہرانا اور رواج دینا آسان ہوگا اور اس لیئے اس ایک جرم کا رواج ہزارہا جرائم کا دروازہ کھول دیگا۔ اور اس کثرت سے ملک میں جرائم شروع ہو جاینگے جن کا انسداد مشکل ہو جائیگا۔ اور ملک میں بے امنی پھیل جائیگی اور تہذیب سے گر کر ملک وحشت اور جہالت میں غرق ہو جائیگا اور اسی قدیم زمانہ کے بن باسی جنگلی آریوں کیطرح گئو پالن زندگی کی طرف تنزل کر جائیگا اسی لیئے قانون سرکاری کے رو سے بھی بیاہی عورت کا اپنے خاوند کی موجودگی میں کسی غیر سے کسی حالت میں ہم بستری کرنا **زناکاری** ہے اسی کے متعلق صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع پشاور نے بمقدمہ مہر چند بنام گنگا بشن وغیرہ **نیوگ کو زناکاری** کی رسم بتایا ہے اس فیصلہ سے چند فقرے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ دیکھو سناتن دہرم گزٹ اپریل ۱۹۰۴ء و الحکم ۲۴ اپریل و ۱۰ مئی و البدر ۸۔ ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء

۱۸۹۲ء کے آغاز میں ایک سناتن دہرم اوپدیشی صاحب نے پشاور میں ایک رسالہ چھپوایا۔ جس میں **نیوگ** سوامی دیانند کے قائم کئے ہوئے اصولوں پر مذاق اڑایا تھا آریہ سماجی صاحبان اس قسم کے رسالے سے جل بھن گئے اور انہوں نے

اور اُنہوں نے منصف رسالہ ہذا کے برخلاف جناب
اسسٹنٹ کمشنر صاحب پشاور کی عدالت میں ایک
مقدمہ دائر کر دیا بعد سماعت مقدمہ ہذا جناب اسسٹنٹ
کمشنر صاحب نے پوری جانچ پڑتال کے بعد آریہ صاحبو نکا
دعویٰ خارج کر دیا (ایڈیٹر سناتن دھرم گزٹ)
ایک دو فقرے عدالت کے فیصلہ میں سے ترجمہ کرکے
ہدیہ ناظرین کرتا ہوں آریہ سماجوں نے صاحب اسسٹنٹ
کمشنر کے فیصلہ کی اپیل صاحب سشن جج کی عدالت
میں دائر کی عدالت اپیل کے فیصلہ کا بھی ایک فقرہ
درج کرتا ہوں فیصلہ (عدالت ابتدائی) ان (دیانندی)
مسائل اور اصولوں میں سے بعض اصول تو بیشک ہر
ایک عام فہم آدمی کے معیار اخلاق کے
برخلاف ہیں۔ اور ایک ایسے آدمی کے لیئے جو
اپنے آپ کو مذہبی (روحانی) رہنما ظاہر کرتا تھا ایسے
مسایل اور اصولوں کو ستیارتھ پرکاش
جیسی دہرم پشتک میں جگہ دینا بالکل نامناسب
حرکت تھی اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ
دیانندجی کی خاص دہرم پشتک ستیارتھ پرکاش
میں فن مجامعت کی تعلیم درج ہے مدعی
(دیانندی) خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ان اصولوں
پر جن میں ایک بیاہی ہوئی عورت کو اپنے

اصلی خاوند کے جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کیساتھ ہمبستری کی ہدایت بے ایمان رکھتا ہے یہ رسم بیشک و شبہ زناکاری ہے اس واسطے یہ ذکر کئے ہوئے کہ دیانند کے چیلے اس کے مندرجہ بالا اصولوں پر ایمان لاتے ہوئے رسم زناکاری آغاز کر رہے ہیں اور اگر ان اصولوں پر ان کا یقین اسیطرح رہا تو وہ اس (زناکاری) کو زیادہ ترقی دیں گے مدعاعلیہ نے راستبازی سے ایک برہنہ حقیقت کو قلم بند کیا ہے۔ فیصلہ (عدالت اپیل) دیانند کے اصول اس قسم کے ہیں کہ وہ اہل ہنود اور دیگر مذاہب کے حسن اخلاق کی سخت اہانت کرتے ہیں اور اس کتاب (ستیارتھ پرکاش کے چند حصے خود بھی نہایت ہی فحش ہیں۔ ......

کھوجی دہرمپال اب تو پوری تسلی ہو گئی یا اب بھی بیحیائی کی عینک آنکھوں پر لگا کر یہی کہے جاؤ گے کہ اب بھو کسر ہے ابھی کسر ہے یہ ہے خدا کا فضل۔ یہ ہے اسلام کا معجزہ یہ ہے صداقت نبوت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثبوت کہ جو الزام بے ایمانی سے تم نے اسلام پر فحش لگایا تھا وہ تیر الٹ کر ایسا پڑا کہ جس کا جواب نہیں غیرت ہو تو ڈوب کر مر جاؤ اور یہ منہ کسی کو نہ دکھاؤ دیکھا یہ ہے خدا مگر اس طرح سے۔ وہ خیر الماکرین ہے ؎

اب بھی خودی سے باز تم آؤ گے یا نہیں ۔ خو اپنی پاک و صاف بناؤ گے یا نہیں +
کبتک رہو گے ضد و تعصب پہ تم اڑے ۔ آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں +

کیونکر کروگے رد جو محقق ہے ایک بات کچھ ہوش کرکے عذر سناؤگے یا نہیں
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب پھر بھی یہ منہ جہان کو دکھاؤگے یا نہیں

لگتے ہاتھ ایک اور ثبوت نیوگ کے ناپاک اور گندہ ہونیکے متعلق ہم نقل کرتے ہیں۔ لالہ ٹھاکر داس صاحب وکیل چیف کورٹ نے جو پہلے آریہ سماجی تھے اور بعد غور و تحقیق کے دیانندی مذہب کو چھوڑکر اپنے اصلی مذہب سناتن دھرم میں واپس ہوئے ایک رسالہ "نیوگ آدی بھوچار کھنڈن" تصنیف کرکے سناتن دہرم پریس امرتسر میں طبع کراکر شائع کیا ہے اس کے صفحہ ۴ پر وہ حسب ذیل رقمطراز ہیں۔ کہ

ہم نے اپنی سماجک زندگی میں اور بعد علیحدگی بھی مسئلہ **نیوگ** پر گہرا **وچار** کیا ہے اور اس کے موئد و مخالف حوالہ جات کو غور سے پڑھا۔ اور سناہے آریہ سماجی پیشواؤں اور سناتن دہرمی پنڈتوں اور وید والوں عالموں سے اس کے سمجھنے کے لیے کامل مدد لی ہے ہم اس محققانہ تجسس اور تفحص کا نتیجہ عوام کے سامنے پیش کرتے ہوئے ظاہر کرنا چاہتے ہیں **کہ نیوگ سے بڑھکر غیر مہذب شرمناک اور گندہ مسئلہ آج تک کسی قوم کے ہادی نے پرچار نہیں کیا۔** صفحہ ۴

ایک اور ثبوت سناتن دہرم والوں کی شہادت سے اس زناکاری کی رسم نیوگ کا ہم پیش کرتے ہیں جگنا تھ داس سناتن دھرم مرادآبادی نے دو ورقہ دیانندی دہرم کا نمونہ شائع کیا ہے جس کے صفحہ ۴ پر ایک نظم زیر عنوان "دیانندی کرتوت" لکھی تھی اس کے چند شعر یہ ہیں ؎

محقق تھا نہیں ہرگز دیانند — سراسر لغو اس کی گفتگو ہے
نیوگ اس نے لکھا ہے حاملہ کو — ہمو تو عقل کی کچھ یاں بھی بو ہے
رہے خاوند ایک مدت جو پردیں — جنے عورت پسر وہ سرخرو ہے
جماع ایک زن کو دس مردوں سے بتلایا — غضب ہے آریو تکادہ گرو ہے

پنڈت رلیارام شرما ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک امرتسر ایک ٹریکٹ آریہ سماج کی تعلیم نمبر اول کے صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ

آریہ سماج ایک اس قسم کا فرقہ ہے کہ جس نے قریبا تمام مذہب کے بزرگوں کی ہجو کرنے میں کسر باقی نہیں رکھی ہے لطف یہ ہے کہ تمام کی تعلیم کو بیہودہ گندی ناپاک وغیرہ بتا کر اس بات کی لاف ماری جاتی ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم پوتر اور پاکیزہ ہے حالانکہ آریہ سماج کی تعلیم اس قسم کی گندی تعلیم ہے۔ کہ خدانخواستہ اگر ملک میں رائج ہو جاوے تو ملک کے برباد ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے بلفظہٖ

اب ہم کچھ مزید ثبوتوں کو جو دیانندی لٹریچر کے فحش ہونے کے بارے میں ہمارے پاس ابھی اور باقی ہیں۔ کسی دوسرے موقعہ کے لئے محفوظ رکھکر جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا کر ناظرین کو مختصرا دیانندی کا چھٹا سنکے دیتے ہیں جس کو جگناتھ داس مراد آبادی پنڈت نے لکھا ہے۔

دیانند کی جنم پتری

اور اس کا

کچا چٹھا

مطبوعہ سناتن دھرم پرچارک امرتسر

دیانند کس ذات اور کس شہر اور کس شخص کا بیٹا تھا یہ بات ہنوز کسی کو اصلی طور پر معلوم نہیں اس (دیانند) نے اپنے زندگی کے حالات ۱۸۷۹ء کے تھیوسوفسٹ انگریزی اخبار میں خود طبع کرائے تھے اس کا ترجمہ دلپت رائے جگراؤں والے نے اردو میں کیا ہے وہاں دیانند نے اپنے باپ کا نام اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتانے کی نسبت جو کچھ عذر لکھا ہے سراسر خلاف عقل ہے خیر ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں اس کا جو حال ہمیں معلوم ہے وہ لکھتے ہیں

سوانح عمری

مذکورہ کے صفحہ ۱۲ پر دیانند کا قول ہے کہ مجھکو ایک برہمچاری ملا جس نے مجھے صلاح دی کہ بہتر ہو اگر تم ہمارے فرقے یا بھوک میں شریک ہو جاؤ۔ چنانچہ میں ان کے بھوک میں شریک ہوگیا اس نے میرا نام شدہ چیتن رکھدیا اور میرے کپڑوں کو اس نے اپنے کپڑوں سے بدلوا دیا کہ جو خود پہنے ہوئے تھا۔ صفحہ ۲۰ پر لکھا ہوا ہے کہ برہمانند وغیرہ ستپر شوں نے مجھ کو پورا پورا یقین دلا دیا کہ برہم یعنی ایشور میرے وجود سے علیحدہ کوئی چیز نہیں میں ہے جیو (روح) اور برہم ایشور کی یکتائی ثبوت اور یقین مجھے اچھی طرح سے ثابت کرا دیا ہے۔ پہلے بھی اکثر میرے دل میں یہ بات آتی تھی لیکن آج ان مہاتما پرشوں نے اس بات کو میرے دل میں پوری طرح سے ثابت کرکے دکھلا دیا

اور مجھے پورا پورا الیقین ہو گیا کہ برہم میں ہی ہوں۔ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ سے ظاہر ہے کہ پرمانند سرسوتی نے اس کو سنیاسیوں کے چوتھے درجہ میں شریک کر لیا اور اس کو ایک ڈنڈ دیا اور اس کا نام دیانند سرسوتی رکھدیا صفحہ ۳۶ پر لکھا کہ پھر میں مشہور و معروف مقامات و متبرک تیرتھوں کی جاترا کے واسطے اور ان کے درشن کے لئے روانہ ہوا صفحہ ۵۶ و ۵۷ پر لکھا ہے کہ مجھکو ایک لاش دریا کے اوپر بہتی ہوئی ملی میں نے اس کو دریا سے نکالا اور تیز چاقو سے کاٹنا شروع کیا۔ کیوں نہ ہو برہمن اور سنیاسی جو ٹھیرے) صفحہ ۵۸ پر چنڈال گڈہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ اس جگہ مجھے ایک بڑا عیب لگ گیا یعنی مجھے بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہو گئی۔ اور بعض اوقات اس کے اثر سے میں بالکل مدہوش ہو جایا کرتا تھا انتہی بلفظہ صفحہ ۶۱ **ناظرین** غور فرماویں کہ یہ شخص پیشتر ایک برہمچاری کا چیلا تھا جس نے اس کا نام **شدہ چیتین** رکھا پھر برہمانند وغیرہ کی صحبت سے اس کو پورا پورا الیقین ہو گیا کہ خدا میں ہی ہوں بعد ازاں پرمانند سرستی شنکر اچاریہ مت کے سنیاسی نے اس کو اپنا چیلا بنایا اور اس نے دیانند اس کا نام رکھا مدت مدید اسی مذہب میں رہا اور اپنے آپ کو خدا سمجھتا رہا بعد ازاں بھنگڑ بنا اور بھنگ پیتا رہا۔ اس کے بعد متھرا میں رہ کر ورجانند ہے کے پاس دیا کرن پڑھا ملاحظہ فرمائیے دیکھئے اس شخص نے کتنے رنگ بدلے اور کتنے مذہب اختیار کئے کس کس کا چیلا بنا اور کس کس کو ترک کیا۔ جس نے مدتوں دعویٰ خدائی کیا اس سے بڑھکر کافر اور ناستک کون ہوگا۔ پھر ایسے شخص کی گفتار و رفتار کا کیا بھروسہ یہ بہت ہی مختصر حال اس کا سردست ہدیہ ناظرین ہے انشاء اللہ مفصل لالف اس کی جو بالکل تاریکی میں پڑی ہوئی ہے دوسرے حصہ میں پبلک کے سامنے پیش کریں گے

بے حیائی کی حد ہوگئی

دیانندی چیلے ڈنکے کی چوٹ نیوگ کرنے لگے حیا و غیرت کو بالائے طاق رکھکر بے دھڑک نیوگنوں کی تلاش ہونے لگی اسوقت میرے سامنے اخبار الحکم جلد ۴ کا نمبر ۱۴ مورخہ ۷ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کھلا ہوا رکھا ہے اس کے صفحہ (۹) کالم ۳ پر نیوگ کا اشتہار دیکھکر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور اس کو پڑھکر جس قدر حیرت اور تعجب مجھے ہوا وہ زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتا اسمیں شک نہیں کہ نیوگ جیسی حیاسوز تعلیم پر آریہ سماج میں اندر ہی اندر برابر عمل درآمد رہا ہے جس سے ہمکو سروکار نہیں کیونکہ محتسب را درون خانہ چہ کار" اولاد حاصل کرنے کے لیئے آریہ مہاشے جو چاہیں کریں کسیکو کیا غرض مگر ایسے کھلے بندوں اشتہار دیدیکر دوسری عورتوں کو اپنے پاس مباشرت کے لیئے بلانا ہمارے خیال میں ایک ایسا فعل ہے جو بعض قانونی دفعات کے نیچے آسکتا ہے ممکن ہے کہ بعض اولاد کے خواہشمند آریوں کے منہ سے اشتہار دیکھکر رال ٹپک پڑی ہو اور اپنے دہن بھاگ سمجھکر کسی بیغیرت نے اپنی استری کو اس پوتر کرم کے لیئے دیانندی پاک تعلیم کے بموجب اجازت دیدی ہو لیکن ہماری نظر سے **نیوگن** کیجانب کا کوئی اشتہار بجواب اس اشتہار کے کسی اخبار میں نہیں گزرا اس لیئے ہمیں ضرورت پڑی کہ **مہاشے** دھرمپال جی سے اسکی بابت کچھ معلومات پیدا کریں کہ براہ مہربانی وہ کالو رام مشتہر سے یا اگر ان کو معلوم ہو تو خود اپنی واقفیت سے اطلاع دیں کہ بیچارے بکے آریہ سماجی کو کس **عالی حوصلہ ستی** نے اپنی استری بھرشٹ کرنے کو دی اور کونسی نیک بخت **شیریمتی** نے **نیوگ کا دان حاصل** کیا۔ اور اس اشتہار کا بالآخر کیا نتیجہ ہوا یہ تو ممکن نہیں کہ آریہ قوم نے ستیارتھ پرکاش اور دیانندی تعلیم کو ملنے کے

بعد بھی ایسے مہاتما دیانندی کو عزت کی نظر سے نہ دیکھا جس نے کہ پوری تعمیل دیانندکی کی کر کے علی الاعلان نیوگ کرنا چاہا اور اس کو کوئی نیک بخت بیوہ یا بیاہی ہوئی جسکا پتی نیوگ یا اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو اور یہ بھی غلط ہے کہ دیانندی قوم میں سب صاحب اولاد یا تندرست ہیں جن کو بیویوں سے نیوگ کروانیکی ضرورت نہیں پس بوجوہات مذکورہ اس اشتہار کے بموجب نیوگ ہوا ہوگا اور اس کا نتیجہ (حرامی بچہ) بھی پیدا ہوگیا ہوگا اس نیوگن کا پتہ اور اس بچے کا نام ہم کو بتلایا جاوے تاکہ ایک امر تو بپایہ ثبوت پہنچ جاوے کہ نیوگ کروا کر ضرور لڑکا پیدا ہو جاتا ہے اور ایسا بچہ جو اشتہاری نیوگ کے ذریعے سے پیدا ہوگا قوم میں خاص اعزاز اور وقعت کی نظر سے دیکھا جائیگا علاوہ دہرم آتما بھی سمجھا گیا ہوگا کیونکہ وہ شرطیہ دیانندی نسخہ کا حاصل ہے دہرمپال خوب تحقیق کر کے اس کا جواب دے نیوگی اشتہار ہم نقل کئے دیتے ہیں جو یہ ہے

اشتہار نیوگ

میرے ایک مترذات کے کھتری عمر ۴۰ سال پکے آریہ سماجی معہ عمدہ بسبب نہ ہونے سنتان کے پہلی بیوی میں سے جو کہ رہا ہے کسی ایسی یوگ بدھوا (بیوہ) سے یا جس کے ہاں اس کے پتی سے سنتان نہوتی ہو صرف واسطے سنتان اتپتی (اولاد پیدا کرنے) کے سوامی دیانند جی کی ہدایت کے بموجب نیوگ کرنا چاہتے ہیں اگر کسی آریہ سماجی کے خاندان میں ایسی استری ہو اور وہ استری بھی اس کام کے لئے دھرم انوکول سب طرح تیار ہو تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرماویں ایک آریہ سماجی معرفت کالو رام مسافر سٹور کیپر ملٹری ورکس سروس میانمیر آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ / اپریل سنہ ۱۹۰۴ء صفحہ کالم ۳ نیوگی مشتہر دو قسم کی نیوگنوں سے حصول

ایک ایک بچہ تو اپنے لئے اور ایک بچہ نیوگی کے لئے جننا پڑیگا اس لئے کہ جنہیں
لاولد ہیں اور یہ بھی ضروری ہونا چاہئے کہ ہر دو بچے زندہ بھی رہیں ورنہ اگر انہیں سے
ایک طرف کا بچہ کہیں مرگیا تو اس طرف والے کو پھر نیوگ کرنا پڑیگا۔ ایک اور مصیبت
بھی ہے اگر نیوگن کا بچہ مرگیا تو وہ پرانے نیوگی سے ہی دوسرے بچے کی لین دار ہے
اور جو نیوگی والا مرگیا تو اس کو جدید نیوگن ڈھونڈنی پڑیگی کیونکہ پہلی نیوگن تو بچہ دا
ہے وہ اب کیوں نیوگ کرنے لگی تاوقتیکہ اس پر شہوت غالب نہ ہو جو نیوگ کی محرک
ہے قصہ مختصر یہ کہ نیوگ کی تانی کچھ ایسی الجھی ہے کہ درمیاں بھی سر ٹپکا کرے۔ سلجھنے والی
ہی نہیں آخر میں ایک نظم اور اشتہار انعامی یکصد روپیہ لکھکر اس حصہ کو ختم کرتے ہیں

سنو دھرمپال

خدا سے ہو کے منکر کیوں ع دہریت تجھے بھائی — کہاں سے تجھکو اے ظالم تری قسمت کہاں لائی
چہ سود از رہبر کامل ہندوستان قسمت را — تری حالت پہ یہ ضرب المثل کیسی درست آئی
نہ تو اسلام کو سمجھا نہ کچھ اسلام کو برتا — نہ یہ لذت کبھی چکھی نہ یہ نعمت کبھی پائی
فقط اسلام ہی اک دین برحق آب حیواں ہے — اسی سے پائی ہے جس نے حیات طیبہ پائی
کرشن و رامچندر سب اسی ملت کے واعظ تھے — گرو نانک اسی اسلام کا تھا ایک شیدائی
خدا کا نور چمکا ایک دم پھر کوہ فاران پر — بہار بیخزان اسلام کے گلزار میں آئی
خدا کے فضل سے سارے ہی نوشتے ہوگئے پورے — محمدؐ پہلوان حق نے جبدم شکل دکھلائی
وہی کونے کا پتھر تھا گرا جس پر اسے پیسا + — نہ قیصر کی خبر آئی نہ لی کسریٰ نے انگڑائی
مبارک وہ جو آیا نام پاکر **ابن مریم** کا — **غلامی** سے محمدؐ کی ملی جس کو مسیحائی
نیوگی دین کا تو بن کے پسند کیا کرتا ہے — اسی پہ ناز ہے تجکو عجب ہے تیری دانائی
ستم ہے علم و عقل و ہوش کھو کر تو ہوا رسوا — ترے پیچھے ہی پیچھے ہر جگہ پھرتی ہے رسوائی

یہی ہے گیان ایشور کا کہ بیوی غیر کو دیکر
نہ تجھکو شرم کچھ آئی نہ تیری قوم شرمائی

بہت مدّت سے ہے تو کر رہا اسلام پر حملے
سنبھل اے مرد ناداں دیکھ تباہی تری آئی

تری کمزوریاں تیری دلیلیں دیکھ لیں ہم نے
ہمارے سامنے تجھ سے نہ کوئی بات بن آئی

جواب صاعقہ لکھکر دکھا میرے مقابل میں
اگر چاہے ملا لے ساتھ اپنے آریہ بھائی

ذرا پھر دیکھنا کیا حال ہوتا ہے برا تیرا
بناکر چھوڑتا ہوں کسطرح میں تجھکو سودائی

بہت سر چڑھ کے تو بکتا رہا ہے آجتک جاہل
مقابل احمدی کے دیکھ اب شامت تری آئی

بھلا اب تو دکھا منہ زوریاں اپنی تو او ظالم
مقابل آ کے قاسم کے ذرا کر خامہ فرسائی

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

آریہ سماج کی موت

ناظرین! یہ وہ مضمون ہے جس کا وعدہ ہم نے انٹروڈکشن کے شروع میں کیا تھا اور جس سے دھرمپال "......." اور دیگر دیانندیوں کا آریوں کی موت پر نوحہ خوانی کرنا اور سماجوں کا آپس میں ٹکرا ٹکرا کر مرنا ثابت ہوتا ہے عنوان مندرجہ بالا تناسخی سزا پانے والوں کے لیے کرموں انوسار دھرمپال نے قائم کرکے اپنے رسالہ اندر بابت اگست ۱۹۰۶ء میں آریہ سماج کی موت اور زندگی پر لکھکر سماجوں کو یہ ٹائیٹل عطا کیا ہے جسکی دیگر آریہ اخباروں نے بھی تائید کی تھی اصل بات جو نو آریہ کو اس مضمون کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ صرف اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ مخنوں آریہ کو دیگر آریہ سماجی اپنے زنانہ گھروں میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے اور نو آریہ اس بات پر مصر تھا کہ اُسے وہی حقوق حاصل ہونے چاہئیں جو جنم کے ہندؤنکو حاصل ہیں اور مردوں کے علاوہ اس کا عورتوں سے بھی میل جول ہو اس مضمون میں دھرمپال نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ آریہ سماج نے دیگر مذاہب پر اعتراض کرنے میں بڑی طاقت دکھائی ہے اور اس میں "اس قدر ترقی کی ہے کہ اس کا ثانی مذہبی دنیا کی تواریخ میں **آجتک کوئی ہوا ہے شاید آئندہ بھی کوئی نہ ہو**۔ دھرمپال کا یہ دعویٰ پرلے درجہ کی حماقت اور نری جہالت کا دعویٰ ہے ورنہ دکھائے کہ آریہ سماج نے کیا کیا ہے۔ اسلام پر اعتراض کئے ہیں تو صرف پادریوں کی نقل کی جاتی ہے عیسائیت پر منہ آئے ہیں تو دہریوں کی نقل ہے بلکہ پادریوں اور دہریوں نے جو اعتراض کئے ہیں آریہ سماج ان کے برابر کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ پادریوں

اور دیگر یوں کی طرح دیانندیوں نے بھی اپنا کام صرف یہی رکھا ہوا ہے کہ دوسرے
مذہب کے مقدس لوگوں کو گالیاں لگائے اور ان پر اعتراض کرے اپنے گھر کوئی
خوبی آریہ ورت میں آگ لگا کر دکھلائی ہے تو وہ صرف **نیوگ کا گندہ ہے** چنانچہ
تو آریہ نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج دیگر مذاہب پر حملے کرنے میں
بہت چالاک ہے مگر اپنی اصلاح کا کوئی پہلو پیش کرنے میں بالکل نامراد ہے یعنی
آریہ سماج کی صلاح کے خانہ میں ایک بڑا بھاری گول **صفر** لگ رہا ہے۔ جو زبان
حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں آریہ سماج کی **موت کا پیغام** لیکر آیا ہوں"
اور پھر لکھتا ہے...... "جب ہم آریہ سماج میں اندرونی زندگی کی طرف نگاہ مارتے ہیں
تو ہمیں اس قدر مایوسی ہوتی ہے کہ جس کا بیان ہم لفظوں میں نہیں کر سکتے اور بعض
لوگوں کا یہ خیال کہ آریہ **سماج مر گیا ہے یا جلدی ہی مر جائیگا** ہمیں سخت
شش و پنچ میں ڈالدیتا ہے" بالآخر آریہ سماج کی زندگی کا خاتمہ دہر میال نے
ان الفاظ میں کیا ہے...... "ممکن ہے ہمارے اس آرٹیکل کو پڑھکر بعض اصحاب
یہ کہیں کہ تم نے آریہ سماج کی کمزوریوں کا ذکر کرتے وقت آریہ سماج کے **عملی کاموں**
کو نظر انداز کر دیا ہے دیکھو کتنے کالج اور گورو کل چل رہے ہیں۔ بیواؤں کی شادیاں ہو رہی
ہیں یہ کیسے سرسبز منظر ہیں بیشک یہ سرسبز منظر ہیں مگر آتش فشاں کی چوٹی پر اس کی
ترقی کے منظروں کو دیکھکر کیا وہ شخص کبھی خوش ہو سکتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ پہاڑ
کے اندر آگ سلگ رہی ہے جب ہی خروج ہوگا یا ہوتا ہے یہ تمام منظر ویرانوں میں
تبدیل ہو جاتے ہیں۔ آریہ سماج کی تباہی کے دیگر اسباب میں سے ایک اس کی **خانہ
جنگی** بھی ہے جس کو دیکھکر بعض لوگ سخت حیران ہو رہے ہیں کہ اس کے بڑے
کیا **حشر** ہوگا بعض لوگ اس کو زندگی کے آثار کہکر تسلی پا لیتے ہیں بیشک
یہ زندگی کے آثار ہیں مگر کیسی زندگی بھوم و الیس بھوبھیڑیے کے منہ میں پھنسا

انسان بھی اپنی چیخ چلاہٹ ہاتھ پاؤں مارنے سے اس بات کا ثبوت دے رہا ہے
کہ میں ابھی زندہ ہوں مگر اس کی زندگی کے دم گنے جا چکے ہیں مست ہاتھی کے
پاؤں تلے آیا ہوا انسان بھی زندگی کی علامات کا ثبوت دیسکتا ہے مگر اس کی زندگی
کی گھڑیاں گنی جا چکی ہیں موت کے منہ میں پھنسا ہوا انسان نزع کی حالت میں بڑبڑا
ہوا اس بات کا ثبوت دے رہا ہے کہ ابھی زندگی ہے مگر وہ زندگی چراغ
سحری سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتی زندگی کی ان **علامات نے** آریہ سماج کو
تحت الثریٰ میں پہنچا دیا ہے اس زندگی سے **موت اچھی ہے لوگ**
آریہ سماج سے بیزار ہو رہے ہیں ان کا بیزار ہونا بجا ہے"
اسی نوحہ خوانی اور صدق بیانی دھرمپال برہمچاری آریوں کا اخبار ستمبر ۱۹۰۶ء
کی اشاعت میں یہ لکھتا ہے کہ "دھرمپال آج کل سماج کے ظرافت آمیز ریویو میں
مصروف ہیں آپ چونکہ برہمچاری تھے سنسکرت اور وید کے مطالعہ کے لیے بجھر
کا زمانہ صرف کرتے لیکن آپ کے دل میں شاستر سے سبق پڑھنے کی بجائے
سماج کو سبق پڑھانیکا شوق پیدا ہوا ہے اور پھر آخر میں لکھتا ہے " آج کل آریہ سماج
بھی ایک **بھان متی کا کھیل** ہو گیا ہے جو **ناتجربہ کار نوجوان** اٹھتا ہے وہ
اس کی اصلاح کسی شخص کو خوش کرنیکی غرض سے کرنی چاہتا ہے" یہی معزز آریہ
پتکاری ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں نو آریہ کو **قوم اور ملک کا دشمن**
بتا کر دھرمپال کی حقیقت ظاہر کرتا ہے ناظرین اس موت موتی کی گرم بازاری ۱۹۰۶ء
میں ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ۱۹۰۷ء تک ایسی آوازیں برابر کانوں میں آتی رہی ہیں
کہ آریہ سماج جاں بلب ہے چنانچہ پرکاش لاہور کا اخبار مورخہ ۹ جون ۱۹۰۷ء صفحہ
۱۴ کالم ۳ میں آریہ سماج کے شبھ چنتک سنت رام کا ایک لمبا سلسلہ زیر عنوان
آریہ سماج کی موت شائع کرتا ہے جس میں سے کچھ اقتباس کر کے

ہم آپ کو سناتے ہیں ہیارے سماج کا خیر خواہ پیشگوئی کرتا ہے کہ

"آریہ سماج کی موجودہ حالت ایسی خطرناک ہے
کہ اگر چند سال اس کو درست نہ کیا گیا تو میں پیشگوئی
کرسکتا ہوں کہ آریہ سماج کا نام و نشان صفحہ ہستی
سے نیست و نابود ہوجائیگا اور ویدک دہرم
کا وہ پودا جسکو رشی دیانند نے انیک پرکار کی تکلیفوں اور
مصیبتوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنے دست مبارک
سے لگایا تھا خاک میں مل جائیگا۔ اور ذمہ وار لیڈروں
کو ننگوں اور شرمندہ ہونا پڑیگا۔ پس بہتر ہے کہ آریہ سماج
اپنی پوزیشن کو صاف کرے اور اندرونی
حالت پر وچار کرتے ہوئے ظاہری نمایش
دہوکہ بازی کو دور کرے اپنی بزدلی اور
کمزوری کو خیر باد کہکر ایشر پر بھروسہ کرے کیا
انسٹی ٹیوشن کھولدینا ہی آریتو ہے کیا اپنی حالت
سدھارنے کا بھی ہمنے کبھی جتن کیا ہے
آپ کہیں گے کہ ہفتہ وار یا پندرہ روز کے بعد ہم ضرور
سماج میں جلتے ہیں بھجن گاتے ہیں پرارتھنا ہوتی
ہے ماہواری چندہ بھی دیتے ہیں سماجک جلسوں
میں بھی جاتے ہیں یہ بجا ہے بیس بائیس تیس ۳۲ تیس سال
آریہ سماج کے ممبر بنے گذر گئے مگر بھی تیلی کے بیل
کیطرح جہاں سے چلے تھے وہاں کے وہاں

کھڑے ہیں شاید ہی چند آریہ ایسے نکلیں جو برہمچ

رہا گیہ روزانہ کرتے ہیں ورنہ ایک کثیر تعداد

تو برہم یگیہ کرنے سے بھی قاصر ہے بلحاظ کیرکٹیر

اگر دیکھا جائے تو بہت سے مہاشہ ایسے ملیں گے

جن کی عادات حرکات ویسی ہی ہیں جیسی آریہ ممبر ہونے سے

پہلے تھیں ویدک سنسکاروں کی جو مٹی پلید

ہو رہی ہے اس سے آپ ناواقف نہیں ہیں مثال

کے طور پر حال ہی کا واقعہ درج کیا جاتا ہے جس کا

حال اخبار پرکاش ۵ ارمبیا کھ سمت ۱۹۶۵ منجانب

مہاشے جے دیال کپور شائع ہوا ہے یہ بواہ سنسکار

آریہ سماج کراچی نے کرایا ہے میں ان آریہ بھائیوں سے

نویدن کرتا ہوں جو اس سنسکار میں شریک ہوئے کہ

یہ کس وید اور کس شاستر میں لکھا ہے کہ ایک

بارہ سال سے کم عمر کنیا ایک تیس پینتیس

سال کے ایسے شخص کے ساتھ بیاہی جاوے

جو زمانے کے نوجوانوں کی طرح غلط کاریاں کر کے

اپنا برہم چریہ نشٹ بھرشٹ کر چکا ہو اور ویدک تعلیم

سے بالکل بے بہرہ ہو اور اب تک یہ بھی نہ جانتا ہو

ہو کہ آریہ سماج کس بلا کا نام ہے کیا یہ امر قابل

افسوس نہیں ہے کہ ایک تو پاپ کرنا دوسرے اس پر

اخباروں میں فخر ظاہر کرنا مزید براں آریہ سماج

کا سلوک جو غیر پورانک آریوں کے ساتھ ہے وہ قابل
شرم ہے موجودہ آریہ سماجوں کو تھیٹر سے
زیادہ وقعت نہیں دو گھنٹہ آریہ مندر میں آکر
ویدک دھرمی نہیں ہو سکتے ہماری بزدلی کی حد
ہونی چاہیے افسوس کی بات ہے کہ میں نے بیس
بیس سال کے ممبروں سے آریہ سماج کے نیم پوچھے
تو کہا زبانی یاد نہیں اگر یہ حالت ہے تو خدا حافظ
پس ضرورت ہے کہ آریہ سماجیں جلد توجہ کریں ورنہ
پورانک مت کا زبردست مگرمچھ منہ کھولے کھڑا ہے
آریہ سماج کے ہونہار بچے کو ہڑپ کر جائیگا اور
ہم ہاتھ ملتے رہجائینگے .... انتہی ملخصاً

حضرات

آپ نے دیانند کے برخوردار دھرمپال کی نوحہ خوانی آریہ سماج کے دلی خیر خواہ سنت رام
کی کہانی آریہ سماج کی موت کے متعلق تو سُن لی اب تھوڑی سی داستان اب
آریوں کے اخبار پرکاش کی زبانی بھی سن لیجیئے تاکہ آریہ سماج کی موت میں کسی
شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے یہ اخبار آریوں کی گورو کل پارٹی کا ارگن ہے
اس کے ایڈیٹر نے ۲۳ جون ۱۹۰۸ء کے پرکاش میں صفحہ ۳ پر آریہ سماج کی موت بعد
اس کی ترقی بند ہو جانے کا اس طرح اقرار کیا ہے

آریہ سماج کی ترقی بند ہے یہ آواز ہے جو
چاروں طرف سے کانوں میں آرہی ہے دشمنوں کا

کا تو کہنا ہی کیا ہے" کیونکہ وہ تو شروع سے ہی آریہ سماج کے لئے **موت کا فتوے** دے چکے ہیں۔ **دوست بھی محسوس کر رہے ہیں۔ کہ آواز بے معنی نہیں**۔ ہم بھی جب اس معاملہ پر غور کرتے ہیں۔ **تو اسی نتیجہ پر** پہنچتے ہیں۔ کہ اس بیان میں کچھ **سچائی ضرور** ہے" بلفظہٖ بقدر الحاجۃ۔

اس جگہ مناسب ہے۔ کہ اپنے ناظرین کی معلومات بڑہانے کے لئے کلچرڈ پارٹی اور گوروکل پارٹی کے آریوں کے دشمن مہاودیالہ ہردوار کے ارگن ورشتانند فہور دیانندی کی رائے کا اظہار بھی کر دیں۔ جو اخبار مہاودیالہ سماچار مورخہ یکم اگست ۱۹۰۸ء کے صفحات ۸ لغایت ۱۱ کا اقتباس ہے۔ یہ آریہ اخبار گوروکل۔ دیانند اینگلو ویدک کالج۔ پرتنیدہی سبھا پنجاب کے جملہ ممبروں۔ کارکنوں کو پاپی خود غرض دنیادار جاہل وغیرہ ثابت کرتا ہوا آریہ سماجوں کی ان الفاظ میں درگت کرتا ہے۔ کہ

"آریہ سماج دشمنی رہم ہنس راج پرتنیدہی سبھا کی مہربانی سے **جلد تباہ** ہوا چاہتا ہے۔ آریہ سماجوں کا **بیڑا ڈوبنے والا ہے**۔ پنجاب کی آریہ سماجوں نے رشی دیانند کے عقائد کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ لیکن ہم پھر بھی رشی کے ساتھ ان کا کچھ نہ کچھ تعلق سمجھکر ان کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ تمہارے **لیڈر** ہی تمہاری تباہی کا سبب ہو رہے ہیں۔ ہوشیار ہو کر رشی دیانند کے مشن کے موافق کام کرو۔ ورنہ **موت سر پر کھڑی ہے**۔

اور آورش گورو کل کے اچاریہ دشتی رام آریہ
سماجوں کی کشتی کو منجدھار میں ڈبو دیں گے
صفحہ ۶ کالم ۳ (ایڈیٹر اخبار پرکاش) نوجوان ہے
پستکوں کا مطالعہ نہیں کرتا۔ پھر اسے کس طرح
معلوم ہو کہ آریہ سماج کی ترقی بند ہو چکا کیا سبب
ہے۔ اس وقت تک تو آریہ سماج نے اپنا اعتبار
کو کھو دیا ہے۔ جس کے اندر ذرا بھی عقل ہے وہ
وہ اب آریہ سماج کو ویدک دھرم پرچار کرنیوالا
نہیں مانتا۔ جس سے اس کی ترقی ہونا محال
ہے۔ صفحہ ۷ کالم ۲ (ایڈیٹر پدی سبھا کی) وغیرہ
خلاف سے سماجوں کا ناش ہو گیا ہے ترقی
کی بجائے تنزل ہو گیا ہے۔ صفحہ ۸ کالم ۳
آج آریہ سماج کے حلقہ میں اسبابات کا چرچہ چل رہا
ہے۔ کہ آریہ سماج کی ترقی کیوں بند ہے۔ بعض
کہتے ہیں۔ کہ آریہ سماج تنزل کر رہا ہے۔ بعض
کا خیال ہے۔ کہ قریب المرگ ہے۔ غرض
کہ آریہ سماج کے متعلق سمجھدار حلقہ میں مختلف
قسم کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ جب ہم ان سب
کو سوچتے ہیں۔ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ آریہ سماج میں
ایسے لیڈر آ گئے ہیں۔ جن کا کوئی اصول
نہیں " صفحہ ۱۱ کالم اوّل بقدر الحاجتہ"

ناظرین! جہاں آپ نے اس قدر تکلیف گوارا فرما کر اس مضمون کو شاہد
تھوڑا سا آپ کا عزیز وقت میں اور لینا چاہتا ہوں۔ اور تکمیل مضمون کی

خاطر "مسافر آگرہ" کا بیان بھی آپ کو سنا دوں۔ مسافر آگرہ کے نام سے لیکھرام مقتول کی یادگار میں آریوں کا ایک اخبار نکلتا ہے۔ جو گندہ دہانی اور بدزبانی میں اپنے پیشوا لیکھرام اور ہمعصر دہرم پال سے کسی درجہ میں کم نہیں۔ بلکہ ایک طرح سے وہ ان پر سبقت رکھتا ہے۔ کیونکہ اپنی بدزبانی کا سرکاری سرٹیفکٹ حاصل کر چکا ہے۔ جس کا مختصر حال مضمون آیندہ میں آپ پڑھیں گے۔ چنانچہ مسافر ۸ نومبر ۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں صفحہ ۶ کالم اول پر زیر عنوان "آریہ سماج ترقی کیوں نہیں کرتا" حسب ذیل قمطراز ہے۔ کہ

"نہ معلوم تعجب کے ساتھ کیوں یہ سوال پیش کیا جاتا ہے۔ جب کہ ہم مندرجہ ذیل وجوہات دیکھتے ہیں (۱) جس سماج کے اندر تعلیم فروخت ہوتی ہو۔ وہ سماج اور ترقی کر جاویگے (۲) جس کے اندر غریبوں کے روپیہ سے امیر تعلیم پائیں وہ اور ترقی کی صورت دیکھے (۳) پوپ جی تو گائتری منتر فروخت کرتے تھے۔ آریوں نے کل وید کو بیچنا شروع کر دیا۔ پوپ جی بت پرستی کرتے تھے۔ آریوں نے زر پرستی شروع کر دی (۴) بھلا جس سماج کے اندر ایک دوسرے کے کام کو خواہ وہ کیسا ہی راستی پر مبنی ہو برباد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں ترقی کی امید کرنا خیال ہی خیال نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ "تم سوامی را مانند از گورو کل بدایوں"۔ انتہی بلفظہٖ بقید الصرفہ

خدا کے فضل سے "آریہ سماج کی موت" کا مضمون آریوں کے بیانات

سے ہی ہم نے مدلل و مستحکم طور پر لکھدیا ہے۔ چونکہ ان کے بیانات بجائے خود مفصل ہیں۔ اس لئے کسی مزید تشریح اور وضاحت کی ضرورت نہیں ہر شخص ان کو پڑھکر ہمارے انٹروڈکشن کی تصدیق کرے گا۔ کہ کیا قوم آریہ سے بڑھ بھی کوئی بدقسمت۔ بزدل۔ نامراد۔ چھوٹے نصیب والی قوم ہوسکتی ہے جو اپنی جلد تباہی اور موت کو محسوس کر کے زبان حال وقال سے اقراری ہے۔ کہ وہ اپنی بدکرداری اور بداعمالی اور رخانہ جنگیوں کی وجہ سے قریب المرگ ہے۔ جس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اور بقول مشہور اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ آپس میں ٹکرا ٹکرا کے سر پھوڑ رہی ہے۔ افسوس جو قوم تمام دنیا پر اپنا سکہ جمانے اٹھی تھی وہ اٹھتی ہی ایسی منہ کے بل ناکامی و نامرادی کے گڑھے میں گری۔ کہ سر تن سر کی خبر نہ ہوش پا ہے۔ کیا جانئے اس کو کیا ہوا ہے۔ کی مصداق ہوگئی بہرحال ان بیانات منقولہ سے بالتصریح ثابت ہو گیا۔ کہ آریہ سماج نزاع کی حالت میں ہے۔ اور اس کے سرہانے کھڑے ہو کر رونے والوں کی حالت اور بھی قابل رحم ہے۔ ہماری رائے میں آریہ سماج جس لعنت کے نیچے آیا ہے۔ وہ خدا کے برگزیدوں اور راستباز نبیوں کی اہانت اور ہتک ہی کا وبال ہے۔ جو اس پر پڑا ہے۔ اب ہم اس مضمون کو ایسے سرٹیفکٹوں کا حوالہ دے کر ختم کرتے ہیں۔ جو سماج کے لیڈروں نے اپنے اخلاق و تہذیب و شیریں زبانی کے بارے میں قوم و ملک و حکام وقت سے حاصل کئے ہیں۔ تاکہ ان مہاشوں کی بدزبانی کے شاکی تنہا ہم ہی نہ سمجھیں جاویں۔

دیانندیوں کی بدزبانی کے چند سرٹیفکٹ

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پبلک پر یہ ظاہر کر دیا جائے۔ کہ دیانندی آریہ اس درجہ کے بدزبان ہیں۔ جس پر حکام وقت کو بھی توجہ کرنی پڑی۔ اور بعد تحقیق ان کو سزایاب دے کر ان کی بدزبانی پر مہر لگا دی ہے۔ ذیل میں ہم چند ایسے واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ جن میں محض فحش گوئی اور ہرزہ درائی کے باعث بعض لیڈران آریہ سماج اپنی کیفر کردار کو پہنچکر دوسروں کے لئے عبرت کا نمونہ بن چکے ہیں۔ اس لئے ہم اس سلسلہ کو دہلی سے ہی شروع کرتے ہیں:۔

پہلا سرٹیفکٹ۔ جینی صاحبان دہلی کے ذریعہ ایک کتاب "جین مت سمیکشا" کی بدولت جس کو شمبودت واعظ آریہ سماج لاہور نے جینیوں کی مذہبی توہین کے لئے شایع کیا تھا۔ گورنمنٹ سے عطا ہوا۔ جس کو ہم "مقدمہ جین مت سمیکشا" مطبوعہ ۱۹۰۵ء مطبع قیصر ہند پریس دہلی سے نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے "کہ یہ سائلان کو اطلاع دیجاوے۔ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی خوشی ہے۔ کہ وہ تصنیف کرنے والوں اور شایع کرنے والوں اور چھاپنے والوں پر بطور جرم قابل سزا ازیر دفعہ ۱۵۳۔الف تعزیرات ہند استغاثہ دائر کریں" (صفحہ ۶)۔

دوسرا سرٹیفکٹ۔ عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے مقدمہ مذکور دائر ہو کر ۲۶ جنوری ۱۹۰۵ء کو یہ عطا ہوا۔ کہ "ہم شمبودت (آریہ) کو پانچسو روپیہ جرمانہ یا تین ماہ قید محض اور رام چند (آریہ) کو ڈیڑھ سو روپیہ جرمانہ کرتے ہیں" صفحہ ۱۴۷۔

تیسرا سرٹیفکٹ:۔ جینیوں کے مقدمہ کا فیصلہ ہوئے ابھی کچھ روز گذرے تھے۔ کہ پنڈت ہرچند اس شہر دہلی میں مدراس کی انسپکٹری پر

تبدیل ہو کر شملہ سے آئے۔ اور آتے ہی انہوں نے بھی ایک سرٹیفکٹ حاصل کیا۔ کہ بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے حکماً نکالے گئے۔ اور مجکمانہ سزا انتظامی ہوئی۔ کیونکہ شرما صاحب نے اسلام کے برخلاف توہین آمیز اشتہارات شائع کئے تھے (دیکھو کرزن گزٹ و افضل الاخبار دہلی مورخہ فروری ۱۹۰۶ء)

چوتھا سرٹیفکٹ۔ ہری سنگھ۔ آریہ بجرم فحش گوئی آگرہ میں قید ہوا۔ اور جیلخانہ میں سزا بھگتی۔ مگر پھر بھی باز نہ آیا۔ اور دہلی میں پہنچکر جدید سرٹیفکٹ حاصل کیا۔ جو پانچواں سرٹیفکٹ ہے۔

پانچواں سرٹیفکٹ یہ ہے۔ جس کو اخبار پرکاش مورخہ ۱۹ جون ۱۹۰۶ء نے بدیں الفاظ شائع کیا کہ "دہلی میں آریہ سماجی پنڈت ہری سنگھ کو زیر دفعہ ۱۰۷ ایک سال کے لئے سو روپے کا مچلکہ اور سو روپیہ کی دو **ضمانت** داخل کرنے کا حکم ہوا۔ بوجہ مباحثہ مذہبی کے۔

چھٹا سرٹیفکٹ۔ آگرہ کے آریہ اخبار مسافر کو جو لیکھرام مقتول دشمن دشنام دہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا۔ **فحش نویسی** کے جرم میں ایک ماہ **قید کی سزا ہوئی**" دیکھو الحکم مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ کالم اول۔

ساتواں سرٹیفکٹ۔ ایبٹ آباد میں ایک آریہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو برسر بازار (خاک بدہنش) گالیاں دیتا تھا۔ اسی جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ ماخوذ ہو کر سرحدی صوبہ کے قوانین کے ماتحت **ایک سال** کے لئے **جلاوطن ہوا**" اخبار الحکم مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۰۷ء۔

آٹھواں سرٹیفکٹ۔ یہ وہ اعلیٰ و اکمل سرٹیفکٹ ہے۔ جو آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کو ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء کو بمقام لاہور عطا فرمایا کہ "ہمیں پنجاب بھر کے تمام ڈپٹی کمشنروں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماجیں ہیں۔ وہی مقامات **باغیانہ** سازشوں اور

سرگوشیوں کے سنٹر ہیں" الحکم مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ ۞

نواں سرٹیفکٹ ۔ سناتن دہرم گزٹ قدیم آریہ بھی دیانندیوں کا ایک عدالتی سرٹیفکٹ پیش کرتا ہے۔ کہ

"نئی اچال (آریوں کی بدزبانی کا) ایک گل کرنال میں"
"کھلا ہے۔ سکرٹری صاحب آریہ سماج کرنال آریہ اخبار"
"ست دہرم پرچارک میں خبر دیتے ہیں کہ ۵ جون ۱۹۰۷ء"
"کو صدر بازار کرنال میں پنڈت دہرم دیو پریچنگ آریہ"
"پرتھی مذہبی سبھا پنجاب نے اپنے دوران لیکچر میں عیسائی"
"مذہب کے اصولوں پر کچھ ویاکھیان دیا تھا۔ جسپر چند"
"دیسی عیسائی بڑے ناراض اور جوش میں آکر پنڈت پر"
"حملہ آور ہوئے۔ اور اگلے روز پنڈت جی اور دس دیگر"
"سماجک پرشوں پر مقدمہ فوجداری بابت توہین مذہب"
"بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کر دیا ہے۔ جس کی"
"تاریخ پیشی ۷ جولائی ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی ہے"

اس مقدمہ کے انجام کا حال ہمارے ایک دوست آریہ سماجی صاحب کو جو اسی پھیر میں کرنال سے ضلع دہلی میں تبدیل ہو کر آئے ہوئے ہیں پورا معلوم ہے۔ اور انہوں نے ہمکو کچھ سنایا بھی تھا۔ جس کو ہم کسی دوسرے موقعہ کے لئے محفوظ رکھتے ہیں ۞

دسواں سرٹیفکٹ ۔ آریہ سماچار بابت ماہ اپریل ۱۹۰۷ء میں حیدرآباد آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا مراسلہ شایع ہوا ہے۔ جس میں سے ہم آخری تحریر کا اقتباس نقل کرتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۷۵ رسالہ مذکور۔

"۳۱ جنوری ۱۹۰۷ء دس بجے دن کے ایک پولیس مین"
"علاقہ مغلائی نے سماج مندر میں آکر بیان کیا۔ کہ"

"آج تمہارے سوامی (شریمان برہم چاری نتیانند) تین "
"بجے دن کے ریل میں بمبئی روانہ کئے جاویں گے تم لوگوں "
"میں سے جو شخص ان سے ملنا چاہے۔ وہ اسٹیشن پر مل لے "
"اسوقت سماج لینڈ میں صرف چند ہی اشخاص موجود تھے۔"
"یہ خبر ایک حیرت دیاس کے ساتھ پھیلی۔ ممبروں کا دل اول"
"ہی رنجیدہ تھا۔ اس خبر نے انہیں اور بھی مغموم کر دیا۔ تین "
"بجے دن کو کوتوال صاحب علاقہ نظام نے ایک پولیس انسپکٹر"
"کے ساتھ بالکل ہی معمولی گاڑی میں برہم چاری جی کو سوار"
"کرا کے اسٹیشن پر روانہ کیا۔ اسٹیشن ریلوے پر آریہ سماجک "
"مغموم حالت میں باچشم نم برہمچاری جی کے درشن کے انتظار میں"
"پہنچے۔ قہر درویش برجان درویش سب نے برہم چاری"
"جی سے نمستے کیا اور گاڑی چھوٹ گئی۔"

اس جلاوطنی کی وجہ یہ تھی۔ کہ "جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر ریذیڈنسی نے فرمایا" کہ تم نے ہندو مسلمانوں کے دل دکھانے والے بھجن گائے ہیں " اس لئے اب اجازت جلسہ کرنے کی نہیں مل سکتی۔ صفحہ ۱۵۵

ناظرین! یہ چند سارٹیفکٹ ہم نے بطور نمونہ پیش کئے ہیں۔ ورنہ اس قسم کے بہت مقدمات ہیں۔ جن میں ان بھیڑوں کو تنبیہ۔ سزا اور فہمائش وغیرہ ہوئی ابھی علی گڈھ۔ جھانسی اور پشاور کا مقدمہ علاوہ ازیں ہے۔ دیکھو اخبار عام مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۰۹ء مگرسہ

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ∴ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

خود آریوں کی شہادت ہی کیوں نہ ہم اس بارے میں پیش کریں۔ کہ جس میں وہ خود ہی اپنی بدزبانی کا اقبال کرتے ہیں۔ تاکہ کسی اور دلیل کا احتیاج ہی نہ رہے۔

آریونکی بدزبانی پر خود انکی شہادت

جہاں نما پارٹی | گوروکل کانگڑی کے سالانہ جلسہ پر ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو جو آریہ کانفرنس ہوئی۔ اس کا مضمون "غیر مذہب والوں سے ہمارا برتاؤ" تھا۔ اس مضمون پر رام دیو۔ بی۔ اے گوروکل کے ہیڈ ماسٹر نے کہا۔ کہ یہ ہمارا طریقہ تحریر اور تقریر اس قدر ناموزوں ہے۔ کہ اس میں تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے" اور ایسا ہی منشی رام نے جو اس مجلس کا میر مجلس تھا۔ کہا کہ اتنا ضرور ہے۔ غیر مذہب والوں کے ساتھ سخت الفاظ سے مخاطب ہونا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ویدک دہرم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو سخت الفاظ میں مخاطب ہونے سے اتنت نہیں ہو سکتا" یہ سب جھوٹ تھا۔ جو گوروکل کے پنڈال میں بولا گیا۔ کیونکہ اس پر عمل نہیں ہوا۔ بلکہ بعد ازیں اور بھی سخت الفاظ سے غیر مذاہب والوں کو خطاب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اسی پارٹی کے لیڈر دہرمپال سے ہو رہا ہے۔

اخبار پرکاش کی رائے | پرکاش جو جہاں نما پارٹی کا اخبار ہے۔ ۳ مارچ ۱۹۰۵ء کو کی اشاعت میں آریہ مسافر دیانندیوں کے ماہواری میگزین کی طرز تحریر پر یوں رائے زنی کرتا ہے۔ جہاں آریہ مسافر نے ہمیں بہت سے فوائد پہنچائے ہیں۔ وہاں افسوس ہے کہ ایک نقصان بھی پہنچا رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ایڈیٹر صاحب کی تحریر میں بھی ..... کچھ سختی آگئی ہے۔ جو اسکے شایاں نہیں ہے"

آریہ پتر بریلی | بابت ماہ جولائی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے یہ ہمارے اپدیشک و لیکچرار جو ہیں۔ بعض ان میں سے بھی اس بدعادت (فحش اور بدزبانی) کی زنجیر میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں۔ کہ ان کو دوران لیکچر میں خیال ہی نہیں ہوتا۔ کہ وہ اپنی زبان مبارک سے کیسے الفاظ بیساختہ نکال دیتے ہیں۔ جہاں مہذب اور شایستہ آدمیوں کی جماعت موجود ہو۔ وہاں ایسے

تحش الفاظ کا زبان سے نکلنا کیسی شرم کی بات ہے۔ کیا اسی پر نام تہذیب اور شائستگی کا دعوے کر سکتے ہیں " بلفظہ

ناصاجو! اب تو آریہ سماج پر بدزبانی کا فرد جرم لگایا جانا ضروری ہے کہ نہیں؟ اور یہ ایسی شہادتیں ہم نے نقل کی ہیں۔ کہ جن کے بعد آریہ سماج کوئی صفائی کا گواہ نہیں دے سکتا۔ اور اس جرم سے بری نہیں ہوسکتا۔ ہمارے پاس اس قسم کے بہت سے مضامین ہیں۔ جو پبلک میں لائے جانے کے قابل ہیں۔ مگر کیا کیا جائے۔ رسالہ کا حجم بڑھا چلا جاتا ہے۔ احباب کی جانب سے تقاضے پر تقاضا ہو رہا ہے۔ کہ رسالہ کی اشاعت جلد کی جائے ایک مضمون نہایت ہی دلچسپ اور ضروری " آریہ سماج کی گتی یادشنوں میں پھوٹ" رہا جاتا ہے۔ جسکو بوجوہات مذکورہ اس حصہ میں لکھنے سے معذور ہیں ناظرین حصہ دوم کا انتظار کریں۔ جس میں انشاء اللہ تعالےٰ دہرمپال کے دیگر اعتراضات کا مفصل اور مکمل جواب ہوکر تو آریہ کی پوری پوری پردہ دری ہوگی اور اسی حصہ میں مضمون موعودہ لکھا جائے گا۔ اب ہم حصہ اوّل کے جزو دوم کو ایک ایسے خط پر ختم کرتے ہیں۔ جو دیانند کی طرف سے اخبار البشیر میں دیانندیوں کے نام شایع ہوا تھا۔ جس کو شاید دہرمپال دیانند کے نونہال نے اب تک نہ پڑھا ہوگا۔ اخبار پرکاش مورخہ ۹ رجون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۹ کالم ۲ پر کسی آریہ نے ایک خط زیر عنوان " مرزا غلام احمد کا پیغام اپنی امت کے نام" شایع کیا تھا۔ جو یوگی دماغ کے خلل یا آریہ دہرم کی راستبازی کا پورا نمونہ ہے۔ دیانند کو جو کہ اشاعت پیغام کے وقت یعنی جون ۱۹۰۸ء میں کسی حیوانی قالب میں کرم کا پھل بھوگ رہا تھا۔ اس پیغام کا جب پتہ ملا تو اسنے بھی اپنا نامہ و پیام اپنے چیلوں کے نام بذریعہ ایک چٹھی اخبار البشیر کے شایع کرا دیا۔ جو ہر ایک کے پڑھنے کے قابل ہے۔ اور نہایت دلچسپ پیرایہ میں غریب دیانند نے اپنی حالت زار کا بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن

نہ تھا۔ کہ دیانند کے مسلمہ حریف حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے نام سے کوئی تحریر پرکاش میں شائع ہو۔ اور دیانند خاموش بیٹھا رہے۔ پرکاش کے پیغام کا نکلنا تھا۔ کہ دیانند کو جوش آگیا۔ اور جھٹ اپنی سنیا کے نام ایک خط تو لکھ مارا۔ مگر بوجہ اپنی موجودہ جنم کی ندامت یاکسی اور مصلحت کے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے ناظرین کو نام کے عوض نفس مطلب سے کام رکھنا چاہیئے۔ گو یہ دیانندی حالت کا ہی بیان ہے۔ مگر تاہم دلچسپی سے خالی نہیں ٭

دیانند کا پیام اپنے چیلوں کے نام

میرے پیارے بچو اور تبنے فرزندو!

جب سے یہ پر تھوی (دنیا) رچی گئی۔ بلکہ پرکرتی (مادہ) کے اجزا اسے ہل جل کر خود بن گئی ہے۔ تم میں سے بعض ہزار ہا مرتبہ میرے پتا کے پتا اور بابا کے باوا رہ چکے ہو۔ بعض نے صد ہا مرتبہ سوامی اور ماسٹر کی حیثیت سے کبھی مجھے گاڑی میں جوتا۔ اور کبھی ہل میں چلایا۔ کبھی میرے کندھے پر بوجھ لادا اور کبھی میری پیٹھ پر بوجھ لادا ہے۔

بعض نے بار ہا مجھے ہیٹ کے بل سوری میں رینگتے ہوئے یا بول و براز میں لوٹتے ہوئے دیکھ کر نفاست مزاج سے منہ پھیر لیا ہے۔

بعض نے متعدد مرتبہ مجھے گاؤں کے آس پاس قدرتی انسپکٹر صفائی کا کام کرتے ہوئے پا کر اپنی کم فہمی سے ایک ذلیل اور حقیر چوپایہ سمجھا ہے اس صورت میں میں تمہیں فرزندو اور بچو کے خطاب سے مخاطب نہیں کر سکتا مگر جو میرے تعلقات پچھلے ہی جنم میں تمہارے ساتھ رہے ہیں۔ اور جس سادہ لوحی و حماقت شعاری سے تم نے میری ہر پوچ و لچر اور خلاف عقل بات کو

مانا ہے۔ اس پر نظر کرتے ہوئے میں نے تمہیں بیتنے فرزند کہکر پکارا ہے اور آیندہ بھی پکاروں گا۔ میں نے انسانی جون میں بعض پولٹیکل مصلحتوں سے ایسی چند باتوں کا اقرار کیا ہے۔ جن کو میں سچ نہیں جانتا۔ مگر اب جبکہ میرا مشن عام لوگوں میں ظاہر ہو رہا ہے۔ میں سچی بات کیوں چھپاؤں اور اپنے بھارت ورش کے دشمنوں کو اپنی عیاری ظاہر کرکے۔ کیوں نہ جلاؤں ؛

ناخلف فرزندو! جو دہرم مجھے ملا تھا اس کے بموجب مادہ کا ازلی ابدی ہونا ہرگز ثابت نہیں۔ مگر سائنس پکار پکار کر مادہ کو غیر فانی بتلا رہا تھا۔ اس لئے میں نے بادل ناخواستہ کھینچ تان کر ایک منتر سے مادہ کا غیر فانی ہونا جھٹ گھڑ دیا ؛

مادہ اور روح کو ازلی مان کر ایشور کے ماننے کی کچھ ضرورت نہ تھی لیکن میں ایسا ظاہر کرتا تو مجھ سے بڑھ کر جہان میں کوئی احمق نہ ہوتا۔ اس لئے مشرقی طبائع کا خیال کرکے بناچاری خدا یا ایشور کو ماننا پڑا۔ لیکن اسکو کیسا مانا یہ حال تمہیں جلد ظاہر ہو جائیگا ؛

نامراد بچو! یہ نرا ڈھکوسلا ہے کہ الہام الٰہی (وید) اسوقت نازل ہوا تھا جبکہ کوئی زبان بھی مدوّن نہ ہوئی تھی۔ مگر بتلاؤ سوائے اس ایجاد بندہ کے ہم اپنے دشمنوں سے خاصکر قادیانی پہلوان سے کیونکر عہدہ بر آ ہو سکتے تھے؟ گو ہم کوئی منتر یا اشلوک اپنے دعوے کی تائید میں اپنی ہی کتابوں سے پیش نہ کر سکیں۔ تو بھی ہمیں یہی کہتے رہنا چاہیئے ؛

ممکن ہے کہ تم ان سچی باتوں کو نہ مانو۔ اور اِنّ انکر الاصوات لصوت الحمیر کہکر ان سے انکار کر دو۔ تم اگر ایسے ناخلف ہو گئے ہو تو میں تم سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ ایک ارب ۹۶ کروڑ برس سے تم اپنا وجود مانتے ہو۔ تم ابتداء آفرینش سے ایک ہی کتاب۔ ایک ہی الہام۔ ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان تسلیم کرتے ہو ؛

اس صورت میں مجھے بتلاؤ۔ کہ جب کروڑوں برس تک کوئی دوسرا مذہب نہ تھا۔ تو تمہاری مفروضہ کتاب اور مجوزہ الہام نے تمہیں کیا فائدہ دیا۔ یہی نہ کہ آج تک آواگون کے پھیر سے نہ نکل سکے۔ پراچین زمانہ میں اگر تم ہی گائے۔ بیل۔ گھوڑا۔ گدھا نہ بنتے تھے۔ تو دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا تھا؟ کھیتی باڑی کا کام کس ذریعے سے ہوتا تھا۔ دودھ اور گھی کہاں سے میسر آتا تھا رتھ اور چھکڑے کس ذریعہ سے چلتے تھے۔ اور جب قدیم الہام کو مان کر تم ہی اس چکر میں پھنسے ہوئے تھے۔ تو ایسے الہام اور ایسے دہرم سے کیا فائدہ؟

میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ایشور یا خدا کا خیال نرا وہم ہے۔ میں نے اسکو ضرورتاً اس لئے اپنے مت میں شامل کر لیا تھا۔ کہ ہمارے پیچھے دشمن کہیں دہریت کا کھلا ہؤا الزام نہ دیں۔ پس جب ایشور ہی نہیں۔ تو ایشور گیان کیسا اور دھاپرلے کیسی۔ یہ کارخانہ یونہی چلا آیا ہے۔ اور یوں ہی چلا جائے گا۔ جیو آتما (روح) ایک جون سے نکلکر دوسری میں دوسری سے تیسری میں آجائے گا۔ اور یہی آواگون جاری رہے گا۔ اب یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا۔ کہ میں نے محض ضرورتِ وقت کے لحاظ سے چند خود تراشیدہ باتوں کو قبول کر لیا تھا۔ لیکن تمہیں میری عیاری کی تعریف کرنی چاہیئے۔ کہ میں نے خدا بھی تصنیف کیا۔ تو محض برائے نام۔ اور عضو معطل جو نہ دعا قبول کر سکے۔ نہ گناہ بخش سکے۔ نہ ارواح کا خالق نہ مادہ کا پیدا کنندہ۔ نہ ایک ذرہ اپنی قدرت سے بنا سکے۔ نہ ایک قطرہ کم کر سکے۔ نہ کسی بھگت کو دشمنوں سے بچا سکے اور نہ دہرم کے اعدا کو عبرت انگیز سزا دے سکے۔ کیا تم نے لیکھرام کا واقعہ بچشم خود نہیں دیکھا! کیا تم نے میری موت سے یہ سبق نہیں سیکھا۔ کہ کیسا پرمیشور ہے۔ جس نے ہمارے ساتھ یہ کچھ کروایا۔ پس یاد رکھو! کہ میرا بنایا ہؤا پرمیشور نرا نام ہی نام کا ہے۔ حقیقی خدا اور اقتدار

خدا اگر کوئی ہو سکتا ہے۔ تو اسلام کا ہی ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں نے تم کو کسی عبادت کا پابند نہیں کیا۔ ہاں دیگر اہل مذاہب کے طعنوں سے بچنے کے لیے صبح و شام برائے نام دو چار منٹ صرف کرنے کی ہدایت کر دی تھی۔ سو میں خوش ہوں۔ کہ تم اسکی پابندی بھی نہیں کرتے۔ اور یہ قیمتی وقت بھی غیر مذاہب کی توہین اور ان کے ہادیوں بزرگوں کو گالیاں دینے اور راکشوں کی بیخ کنی کی تدابیر سوچنے میں صرف کر دیتے ہو ؛

نالائق پتر دا! خواہ تم مجھ کو مرجع خرافات و منبع ہزلیات کہو۔ خواہ میری اس صاف گوئی کو حماقت پر محمول سمجھو۔ مگر میں صاف صاف کہوں گا۔ کہ سوائے مادہ اور روح کے ایشور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے اپنے خیالات کی اشاعت کے لیے ایک معطل اور بیکار خدا تسلیم کر لیا تھا۔ تمہیں بھی چند روزہ ضرورت کے خیال سے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اور اس طرح مذہبی آڑ لے کر اپنے پولٹیکل مقصد میں مصروف رہو ؛

تمہارا اصلی دھرم یہی ہے۔ کہ آریہ ورت میں ایک بھی ملیچھ یا راکشش باقی نہ رہے۔ اس کے لیے سب سے اول اپنی تعداد بڑھاتا۔ اور پھر خفیہ تدابیر سے کام لینا چاہیئے۔ تعداد بڑھانے کے لیے تم نے شدھی کی وہ بے نظیر تدبیر سوچی ہے۔ جو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔ تم نے پہلا وار بھی جولاہوں۔ تدافوں۔ پر کیا ہے۔ جس کے کارگر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو سکتا تھا۔ جب یہ کثرت سے تم میں شامل ہوں گے۔ تو پھر ہمیں شریف ملیچھوں کی کچھ پرواہ نہ رہے گی ؛

دوسرے تم نے فسانے گھڑنے اور مظالم کی داستانیں تراشنے میں بھی کافی ترقی کی ہے۔ یہ بھی ایسا چلتا جادو ہے۔ جو کبھی بے اثر نہیں رہا ہاں تم سے کچھ بیوقوفی ہوئی ہے۔ تو صرف یہی کہ نیوگ کے ترقی دینے میں کافی توجہ نہیں کی۔ حالانکہ ہمارے پاک دھرم کا یہ پاک

اصول بھی بہت سے لوگوں کو تمہاری طرف متوجہ کرسکتا ہے۔ تم اس
کے جواز و عدم وجواز پر بعض وقت غور کرتے ہو۔ تو تمہاری ضمیر اور کانشنس
بیشک تم کو اس سے نفرت دلاتی ہے۔ اور صریح حرامکاری معلوم ہوتی
ہے۔ لیکن تم اپنے دلوں کو تسلی دینے کے لئے سمجھ لیا کرو۔ کہ تمہارے تمام
بزرگ۔ رشی۔ منی۔ سادھو۔ مہاتما انہی پر عامل رہے ہیں۔ یہ اس قدر مفید نسخہ
ہے۔ کہ ایک سنیاسی بال برہمچاری بھی خانہ داری کے تعلقات سے آزاد
رہکر استریوں کو دان دے سکتا۔ اور بلا تکلف آریہ جاتی کی تعداد کو بڑھا
سکتا ہے ؛

اندھے بچو! گو اب میں بظاہر تم میں نہیں ہوں۔ مگر پھر بھی تمہاری سود
و بہبود کے خیال میں ہر دم مصروف رہتا ہوں۔ یہ سامنے والی بلند عمارت
جس کو تم اسکول یا ڈی۔ اے۔ وی کالج کہتے ہو۔ اس کو میری محنت کا ممنون
ہونا چاہیئے۔ گو میرا سخت گیر آقا کلّو کمہار بعض اوقات میری طاقت سے
زیادہ مجھپر اینٹیں لاد دیتا ہے۔ تو بھی نہیں گھبراتا۔ تم یہ سن کر خوش ہوگے
کہ میں ہی تمہاری خدمت نہیں کر رہا۔ بلکہ دہرم دیو اور سوامی شبھ چنتک
اخبار والا جو پچھلے جنم میں بھی میرے رفیق تھے۔ کلو کی زیر نگرانی امداد دے
رہے ہیں۔ تم اس عمارت کو مضبوط بناؤ۔ خوشنما بناؤ مجھے کچھ عذر نہیں۔
مگر و دیارتھیوں (طلبا) کی تعداد اور نہ بڑھانا۔ کیونکہ تمہارا مہتر جھنڈو
خاکروب میری خرید کا پیغام دے چکا ہے۔ معاملہ طے ہو کر اگر سودا بن
گیا۔ تو جھنڈو بھنگی کی زیر نگرانی طلباء کی زیادتی تعداد کا خمیازہ مجھے
بری طرح بھگتنا پڑے گا۔ اگرچہ میرے متبنٰے دہرمپال نے داروغہ صفائی
کا کام لے لیا ہے۔ مگر اس سے بھی مجھے امید وفا نہیں۔ کہ وہ بھی کچھ توجہ
میری بے بسی پر کرکے میرا بوجھ بٹانے کے واسطے جلد میرا شریک حال
اگر ہو جاوے گا۔ یا دہرم دیو کو بھی جھنڈو بھنگی سے کہکر کلو سے خریدنے

کی کوشش کرے گا۔ اگر جھنڈو بھنگی کے پاس روپیہ نہ ہو۔ تو ایسا بھی نہیں کہ دہرمپال اپنا کباب کوڑہ بیچ کر ہی اس کو کچھ روپیہ دیدیگا۔ تاکہ وہ کلو سے دہرم ویر کا سودا کرکے میری امداد کے لئے آوے اس لئے طالب علموں کی ایزادی میری جان پر وبال ہوگی ؛

میرے غریب بچو! جب میں پڑاوہ پر جاکر تمہاری کیفیت اور کالج کی حالت اپنے قدیم حماتیوں اچھر چند اور بھگت رام سے بیان کرتا ہوں تو وہ بھی خوشی سے جامے میں پھولے نہیں سماتے۔ یہ دونوں جہاں تے صفائی کا قدرتی انسپکٹر ہونے کی وجہ سے پڑاوہ کے اردگرد گھوما کرتے ہیں

نادان پنڈتو! کیا یہ حیرت انگیز امر نہیں۔ کہ برخوردار حماقت شعار۔ قرۃ العین پرکاش نے میرے مسلمہ حریف مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کا پیغام تو ان کے معتقدین کو پہنچا دیا۔ مگر میں اس نادان کی نظر میں اتنا ذلیل۔ اتنا حقیر۔ اتنا ناچیز ٹھیرا۔ کہ میرا پیغام تم تک پہنچانا غیر ضروری سمجھا۔ جس کو میں نے مجبوراً ایک بلیچہ اخبار کے نامہ نگار کے توسط سے تم تک پہنچایا۔ اور بوجہ تمہاری طرف سے جواب نہ آنیکے دوبارہ اسکو اپنے حریف مرزا قادیانی (علیہ السلام) کے خادم کے ہاتھوں بھیجتا ہوں۔

نورچشم پرکاش نے مرزا کا پیغام غلط تو کیوں شایع کیا ہوگا۔ البتہ مجھے کم صدمہ پہنچانے کی غرض سے بجائے فردوس بریں کے خلاء تاریک لکھ دیا ہے۔ میں نے جب مرزا کا پیغام سنا تو کہا کہ مرزا ہی مزے میں رہا جو دنیا سے نجات پاتے ہی ایسی جگہ تو پہنچ گیا۔ جہاں نہ کلو کمہار کے ڈنڈے

ؔ کسی نیوگ زادہ نے جو خط اخبار پرکاش میں نیوگی دماغ سے نکالکر لکھا ہے اسمیں یہ دکھلایا ہے۔ کہ گویا حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام خلاء تاریک میں ہیں اور وہاں سے اپنے معتقدین کے نام خط مندرجہ پرکاش مورخہ ۹ جون ۱۹۰۹ء بھیجا ہے۔ اسکے مقابلہ میں یہ دیانند کا پیام لکھا گیا ہے۔ مولف

اس کو آزار پہنچا سکتے ہیں۔ اور نہ اینٹ وچونے کا بوجھ اُس کی کمر کو خم کر سکتا ہے۔ کاش میں اگر مرزا کی اس دعوت کو قبول کر لیتا ہے۔ جو براہین احمدیہ میں اس نے مجھ کو دی تھی۔ تو میں بھی اُسی خلائے "تاریک میں پہنچکر اس روزمرہ کی لکد کوب سے نجات پا گیا ہوتا۔ میں نے اس روشن کرہ میں رہ کر کیا خاک فائدہ اٹھایا یہی کہ زمین کا گز بنا ہوا ہوں۔ پزاوہ کی گلی سڑی گھاس کے سوا کچھ کھانے کو بھی نہیں ملتا۔ اچھا بے رحم کلو اس جون کے بعد اگر میں کمہار ہوا۔ تو تجھے اس جلادی کا مزا چکھا دوں گا۔ اور دوچند بوجھ بھی تیری پشت پر لاد کر چین نہ لوں گا۔

مگر ہائے ہائے اگر میں کمہار بن گیا۔ اور ایک مرتبہ میں نے بدبخت کلّو سے بدلہ بھی لے لیا۔ تو اس کی کیا ضمانت ہے۔ کہ آیندہ جنم میں کلو میری پٹھوں کا گوشت اُدھیڑ کر نہ رکھدے گا۔

بدقسمت بچو! مرزا جو ایک عظیم الشان انسان تھا۔ اگر وہ میرے نور نظر لخت جگر برکاش کو احمق اور گدھا نہیں بنا رہا۔ اور درحقیقت خلائے تاریک میں ہی پہنچ گیا ہے۔ تو وہ مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ جو ایک ارب ۹۶ کروڑ برس سے بندر۔ کتے۔ گدھے خچر۔ سور۔ لنگور۔ بچھو۔ سانپ وغیرہ کی صدہا جونوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

خلائے تاریک۔ او خلائے "تاریک تو کدھر ہے۔ مرزا تو جنت الفردوس میں ہے۔ مگر میرا غم کم کرنے کی غرض سے برکاش نے اس کو خلائے "تاریک لکھ رہا ہے۔ کاش میں خلائے "تاریک میں ہی پہنچ گیا ہوتا۔ او خلائے تاریک تو ہی مجھے اور میرے ساتھیوں اور عقیدتمندوں کو اپنے دامن میں کیوں نہیں چھپا لیتا۔ تاکہ دنیا کی سیاہ کاری کا پردہ ڈھک جائے۔ اور بقیہ چار کروڑ برس کے چکر سے نجات ملے۔

بدنصیب فرزندو! مجھے یہ خوف اور بھی مارے ڈالتا ہے۔ کہ جب مرزا نے اس روشن گڑھ میں زبردست کامیابی اور عزت حاصل کرلی تھی۔ تو خلائے تاریک میں وہ کیا کچھ نہ کر گذرے گا۔ جو میرے بزرگ اور دوست اور استاد کسی نیک عمل کے باعث آواگون سے چھوٹ گئے ہیں۔ اور خلاء تاریک میں ہیں۔ مجھے ڈر ہے۔ کہ کہیں مرزا ان کو بالکل میرے دھرم کا مخالف بنا کر مسلمان نہ کر ڈالے۔ اور پھر وہ جنم لینے سے اور اس پر تھوی میں آنے سے باز رہیں +

ہائے مرزا! مجھے تیری قسمت پر رشک آتا ہے۔ تو خلائے تاریک میں بھی چین اڑائے گا۔ اور میرے پرکھوں کو ضرور مسلمان بنائے گا۔ اور میں بدقسمت اسی جنم ہی میں ظالم کلو کے ڈنڈے نہ کھاؤں گا۔ بلکہ چار کروڑ برس تک کبھی پزاوہ کی خاک چھانوں گا۔ اور کبھی تیلی کا بیل بنکر ایک ہی مرکز پر چکر لگاؤں گا۔ اور کبھی سانپ۔ بچھو۔ بنکر انسانوں کی جوتیوں سے کچلا جاؤں گا۔ اور نہ خانوں۔ موریوں۔ نالیوں میں پیٹ کے بل چلوں گا۔ اور کبھی ٹیچھوں کے پھندے میں پڑ کر ہلوں۔ کنوؤں پر کام کروں گا۔ یہ خیالات ہیں جو میری بوجھ سے لدی ہوئی پیٹھ کو اور بھی خم کئے دیتے ہیں +

بدبخت بچو! ان ہولناک صدموں کے ساتھ ایک امر کا خیال دل کو باغ باغ کئے دیتا ہے۔ وہ یہ کہ ڈاروِن صرف اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اس کے بزرگ ترقی کرتے کرتے بندر سے انسان بن گئے۔ اس کے بالمقابل ہمارے فخر کو دیکھو۔ کہ ہم اور ہمارے بزرگ کتا۔ بندر۔ ریچھ لنگور۔ مکھی۔ مکڑی۔ کھٹمل۔ پسو۔ مچھر۔ مینڈک۔ پھوہ۔ مچھلی وغیرہ وغیرہ ہر جون میں رہکر پھر ترقی کرکے انسان بن گئے +

ناعاقبت اندیش بچو! اب میں تمہارا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا۔

اگر مرزائم کے نام سے میرے کسی راحت جان پارہ جگر نے پھر کوئی پیغام بھیجا تو میں کلو کمہار سے یا اس سے اگر جھنڈو جھنڑ نے خرید لیا تو جھنڈو سے کچھ دیر کیلئے پیچھا چھوڑ اگر پھر تمہاری نصیحت کیلئے آجاؤنگا۔ اوم شانتی شانتی ۔

راقم تمہارا گرو اور روحانی باپ سوامی ازپزادہ کلو کمہار

ایک سو روپیہ انعام

اگر کوئی آریہ اس رسالہ کا جواب باصواب بشرائط ذیل لکھکر پیش کرے۔ تو فوراً ہم اسکو یکصد روپیہ انعام دینگے۔ بصورت خاموشی آریہ صاحبان سمجھا جائیگا۔ کہ یہ لاجواب رسالہ ہے ۔

شرائط جواب یہ ہیں

(۱) ہماری حوالہ جات مندرجہ رسالہ ہذا کو غلط ثابت کریں اگر غلط نہیں تو صاف الفاظ میں صحت حوالہ جات کا اقرار کریں ۔

(۲) اقسام نیوگ مندرجہ رسالہ کو وید اور دیگر کتب مسلمہ خود سے بعبارۃ النص ثابت کریں

(۳) جملہ اعتراضات اور سوالات متفرقہ کا جواب عقلی و نقلی پیش کریں ۔

(۴) چونکہ نیوگ کی تعلیم محض مان لینے اور عقیدہ رکھنے کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ حسب ضرورت عمل میں لانے کا حکم ہو اسلئے ایک فہرست نیوگی مردوں اور نیوگن استریوں کی اور ان سے جو اولاد مذکر و مونث حاصل ہو رہی ہو مرتب کر کے جواب کے ساتھ شامل کریں اور ایسی کم از کم پچاس نظیریں ہوں۔ بصورت عدم تعمیل نیوگ اسکے وجوہات بتلائے جائیں کہ کیوں عملی کاروائی آج تک نہیں ہوئی ۔

(۵) ہر ایک جواب تحقیقی پیش کر کے اپنے دعوی کو ثابت اور ہمارے اعتراضات کو باطل کریں۔ بعد تحقیقی جواب کے اگر ضرورت ہو تو الزامی جواب بھی دے سکتے ہیں۔ مگر الزام ہمارے مسلمات پر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ اپنے مزعوم سے ۔

(۶) بصورت خلاف ورزی شرائط بالا کوئی جواب قبول نہ ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔

خاکسار:۔ قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار فاروق قادیاں موئف رسالہ ہذا

حامیانِ دین سے خطاب

اے قوم پارہ ہائے جگر کھا رہا ہوں میں
میری کمر کو دین کے غم نے دیا ہے توڑ
کچھ اپنے تن کا فکر ہے مجھ کو نہ جان کا
پھر کیوں نہ مجھ کو مذہبِ اسلام کا ہو غم
یہ برکتیں ہیں سب اوسی جانِ جہان کی
شیطاں سے جنگ کرنیمیں جانتک لڑاونگا

مدت ہوئی کہ چین سے ناآشنا ہوں میں
دینِ محمدی کیلئے مر رہا ہوں میں
یہ کیوں نہ ہو کہ خاکِ درِ مصطفےٰ ہوں میں
جب جان و دل سے معتقدِ پیرزادہ ہوں میں
ورنہ مری بساط ہے کیا اور کیا ہوں میں
یہ عہد ذاتِ باری سے اب کرچکا ہوں میں

کیا جانئے کہ دل کو مرے ہے یہ کیا ہوا
رہتا ہے آبلہ کی طرح کیوں بھرا ہوا

حالات پر زمانہ کے کچھ تو دھیان کرو
شیطان ہے ایک عرصہ سے دنیا پہ حکمران
دکھلا دو پھر صحابہؓ سا جوش و خروش تم
دل پھر مخالفانِ محمدؐ کے توڑ دو
پھر ریزہ ریزہ کردو بتِ شرک و کفر کو
پہونچا کے چھوڑ دو جو ٹلو نکو پھر انکے گھر تلک
سیفِ قلم سے کاٹ دو باطل کے سر کو آج
پھر دشمنوں کو حلقۂ الفت میں باندھ لو

بے فائدہ نہ عمر یونہی رائگاں کرو
اٹھو اور اٹھ کے خاکمیں اسکو نہاں کرو
پھر خوش بیانیوں کو تم اپنی عیاں کرو
پھر دشمنانِ دیں کو تم بے زباں کرو
قلموں سے مشرکین کو پھر نیم جاں کرو
ہاں پھر سمندِ طبع کی جولانیاں کرو
نام و نشاں مٹا کے انہیں بے نشاں کرو
نامہرباں جو ہیں انہیں مہرباں کرو

ہاں ہاں خدائے پاک سے پھر دل لگاؤ تم
ایسا کرو پیار کہ بس مر ہی جاؤ تم

فہرست مضامین رسالہ ہذا

فہرست کُتب ردّ آریہ

مندرجہ ذیل کتابیں آجکل ہر ایک خواندہ مسلمان کو پڑھنی لازمی ہیں اور ہر ایک اسلامیہ سکول اور لائبریری میں انکا ایک ایک نسخہ ہمیشہ موجود رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اور ان کتابوں کی اشاعت آریوں اور نادار مسلمانوں اور غیر مذاہب کے لوگوں میں کثرت سے کرنی موجب ثواب عظیم ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

اُنیسویں صدی کا مہرشی (دیانند) مؤلفہ خاکسار میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق۔ نایاب اور جدید تصنیف یہ کتاب $\frac{20\times26}{8}$ سائز پر ۱۰۰ صفحہ کی ہے اسمیں بانی آریہ سماج کی تاریک زندگی جس کو آریہ نہ خود جانتے ہیں نہ دوسرے مذاہب کے لوگ واقف ہیں بجلی کی روشنی سے دکھائی گئی ہے۔ یہ وہ لیکچر ہے جو خاکسار ایڈیٹر فاروق نے پنجاب کے بڑے بڑے اضلاع مثل لاہور۔ راولپنڈی۔ گجرات۔ سرگودھا۔ لائلپور وغیرہ مختلف مقامات میں ہزار[illegible] - قیمت ۱۰/

مشین گن مؤلفہ ایڈیٹر فاروق یہ وہ لاجواب حربہ ہے جسکے ذریعہ ویدوں **لاجواب اور انعامی جدید تصنیف** کے نزول اور انکی قدامت اور زبان اور تعداد اور اختلافات دربارہ نزول اور سلسلہ ذیبارار اور اعمال انسانی کے ازلی ہونے کا نامعقول دیانندی عقیدہ پاش پاش کرکے غباری طرح ہوا میں اُڑا دیا گیا ہے جواب کے لئے انعام بھی مقرر کردیا ہے۔ ۷۶ صفحہ کا رسالہ ہے زیر طبع۔ قیمت ۴/

اسکے بعد میگزین توپ "تارپیڈو" یہ دو رسالہ زیر تالیف ہیں جو انشاءاللہ جلد سے جلد شائقین کے ہاتھوں میں پہنچیں گے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

پتہ

مینیجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)